دیہاتن کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے رات بھر لڑ مچا کیا۔ اور وہ پی کے مست جو ہوئی تو دروازے پر آکے غل مچانے لگی مین نے کہا غضب ہو گیا اندر تک معلوم ہو جائیگا اور پھر بڑی خرابی ہوگی ابھی تو وہ نواب گئے ہین ظہورن نے پوچھا (اور وہ دیہاتن کہان ہے اُسکو یہین چھوڑ گئے ہونگے) دربان نے کہا نہین وہ تو ساتھ گئی ہے۔ اب تو فقط نواب صاحب ہین۔ رات بھر سونا نصیب نہین ہوا۔ اب لمبی تان کے سوئے ہین۔ دیکھ لینا کوئی دس گیارہ بجے کی خبر لائینگے۔ ظہورن سے دربان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کے لیے کہین چھوٹی بیگم صاحب سے نہ کہنا نہین نواب صاحب مجھے کھڑے نکال دینگے۔ ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ یہ بکتا کیا ہے۔ اسکو خبر ہی نہین کہ چھوٹی بیگم اپنی آنکھون سے ساری کیفیت دیکھ چکی ہین۔

گیارہ بجے چھوٹے نواب صاحب بیدار ہوئے۔ منھ دھو کر تہور سے کہا کہ ہم کھانا نہ کھائینگے۔ مگر تم کسی سے کہنا نہین کہ آج چھوٹے حضور نے کھانا نہین کھایا۔ آلو کا آب زلال ہمکو پلاؤ۔ تہور نے تھوڑی دیر مین تعمیل ارشاد کی اور نہایت عمدہ کیوڑا ڈالکر آب زلال آلو سے نجارا حاضر کیا۔

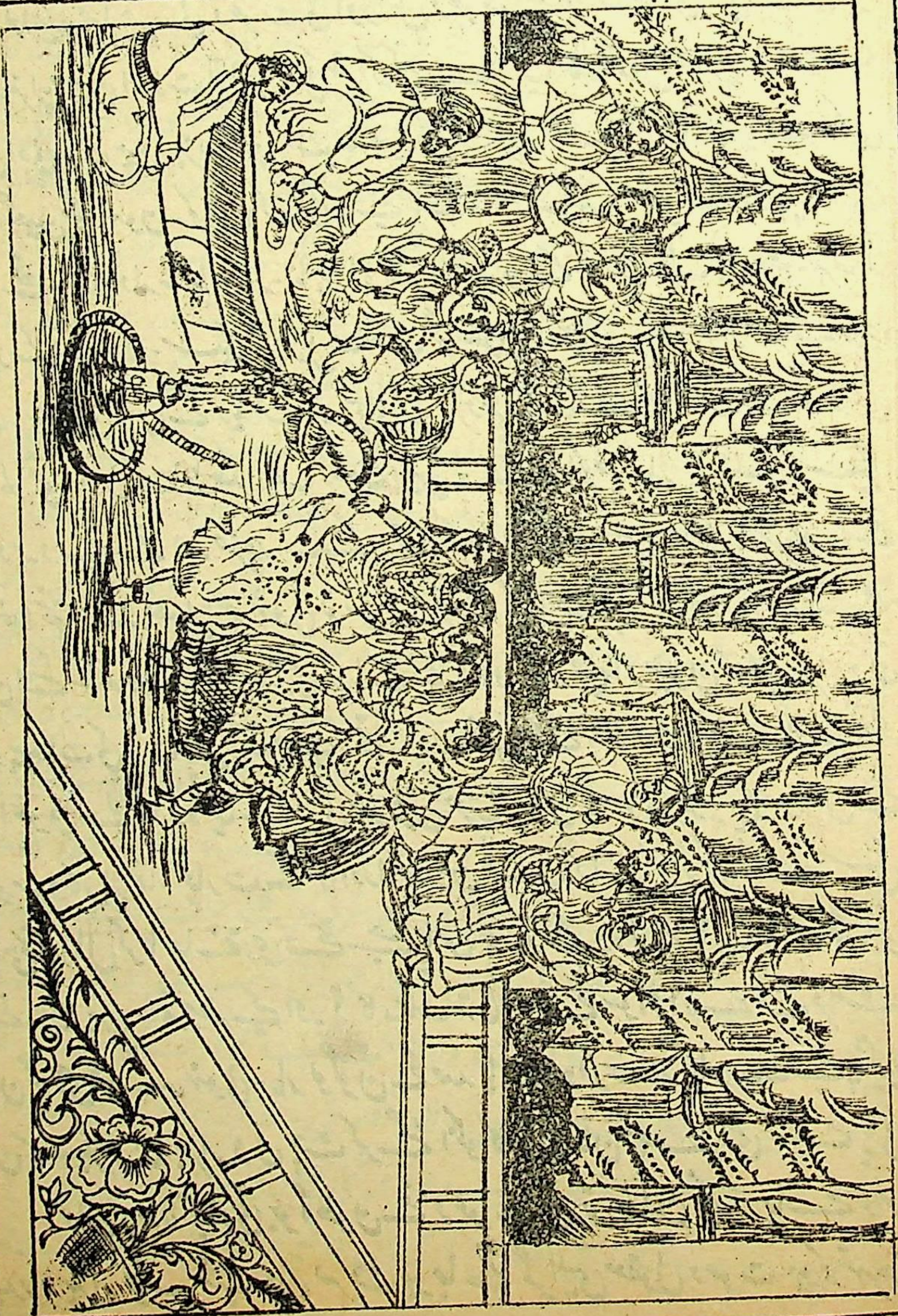
آلو پی کر نواب صاحب محلسرا مین تشریف لے گئے تو پہلے ظہورن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ شب کا خمار ابھی تک باقی تھا۔ اور وہ رشک حور سولہ سنگار اور غضب کا بناؤ چناؤ کر کے کھڑی تھی لال کا دوپٹا دھانی۔ گلبدن کا نیا پاجامہ ہاتھون مین مہندی پور پور پر جوبن۔ ظہورن کے گال پر ہاتھ پھیر کر کہا اسوقت آؤ اسی کیون ہو۔ کہا حضور کل تو بڑا ہی غضب ہو گیا اب حضور بالکل ہی کھُل کھیلے۔ بیگم صاحب تک خبر ہو گئی۔ نواب صاحب نے کہا (چل چھوٹی ہم سے اور چکمہ) یہ کہکر آہستہ سے پیار کے ساتھ ظہورن کے گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیرا اور بیگم صاحب کے کمرے مین گئے۔ تو بند پایا۔ لاکھ لاکھ قسمین دین۔ صدہا جتن کیے مگر اُنھون نے نہ کھولا۔ نہ کھولا۔ تب ظہورن نے آہستہ سے

کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہوگئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہم نے ابھی اسی وقت امان سے سُنا بلکن یہان تلک سُنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہے نہین تو مین عاق کردیتا۔

عاق کا لفظ سُنتے ہی نواب صاحب آگ ہوگئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین بھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جس مین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا نورن اپنی بیگم سے کہ دینا کہ جیتے جی ہم آنکر اپنی صورت نہ دکھائنگے یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہوگئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کھُل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی طعن وتشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ دن رات صحبت فسق وفجور۔ ہو حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہروقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طور پر اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیارھوان

دھوم دھام کی تیاری اور تزک و احتشام کی مہمانداری



جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز بلا ناغہ اُنسے ملنے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق گذرتا تھا ادنی ادنی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے۔ کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور خدا کے فضل سے روپیہ والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر با وقار۔ لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ گو جرنل صاحب گو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اس کے دیانت اور سچائی پر ہر دم تُلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے بڑھکر ایک وصف انمین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا سود پر روپے دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین سائی بالخیر ہوتے تھے۔ اگر خدانخواستہ فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اُنپر سختی نہین کرتے تھے۔ ہان اسکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بدوضع آدمیون کو بھی ہزارون روپیہ بات کی بات مین اُٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے بک گئے تھے کہ جو اُنھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور اُسکی جانچ پڑتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ اُسکے باپ کی ہوگئی۔ کسی نے جینے مین ساٹھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سوا اُڑا دیے انکے فرشتہ خان کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی۔

نواب والا تبار کی جو اُنھون نے دعوت کی تو ٹھان لی کہ چاہے دس پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر بھر مین

دھوم مچے اور اخبارون مین چھپ جائے - میان عنایت بھٹیارے کو روپے دیے گئے کہ نکیلی رنگیلی چھیل چھبیلی جوان جوان بھٹیاریون کو بلا لائے اور کہے کہ باہم ہاتھ پھیلا پھیلا کر اور انگلیان مٹکا مٹکا کر لڑین اور جتنی گالیان یاد ہون بکین - دم نہ لین - مگر تاکید اکید کی تھی کہ جتنی ہون نرالی سج دھج کی ہون اور بانکی ادا ستم ڈھائے - بوڑھی ریٹ ایک بھی ہوئی تو حضور بددماغ ہو جائینگے پھر روا دار نہونگے کہ اس ڈیوڑھی پر میان عنایت قدم رکھنے پائین - عنایت نے اپنی سرا مین جاکر نوخیز اور رنگیلی بھٹیاریان چنین اسی طرح شہر کی دو چار نامی سراؤن سے جوان اور نمکین بھٹیاریان منتخب کین - اور اُنسے کہا کہ خوب بن ٹھن کے چلو - وہ نکھر نکھر کے بن ٹھن کر چھما چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی آئین - عنایت نے سیٹھ جی کو اطلاع دی کہ خداوند چودہ چودہ پندرہ پندرہ اور بیس بائیس برس تک کی کوئی اُنیس بھٹیاریان سولہ سنگار کرکے اسوقت سرا مین تیار بیٹھی ہین - جو ہی دُلھن بنی ہوئی اور شہر بھر سے چُن کے لایا ہون - سب چنٹی ہوئی ہین - حکم کی دیر ہے خداوند پھاٹک ہی سے لڑتی جھگڑتی آئین - ایک مصاحب بولے ارے میان عنایت بگن بھی ہے - عنایت نے کہا واہ وہی نہوتی - حضور اب تو چار دن مین مجرے جایا کرے گی - دوسرے صاحب نے فرمایا کیون بھئی لکھن کو بھی لائے ہو - عنایت بولا اے حضور ملے پنج اب تو وہ کسی نواب کے گھر پڑ گئی تیسرے ذات شریف نے بڑے شوق سے پوچھا کہ بھلا نظیر آباد کی طرف بھی گئے تھے - میان عنایت نے (ہونھ) کرکے کہا - واہ وہین نہ جاتا - سب کے پہلے تو وہین گیا تھا - سیٹھ گوجرمل صاحب یہ بیہودہ تقریر سُن سُن کر کھلے جاتے تھے - جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ کوئی نامی بھٹیاری باقی نہین رہی - اِتنے مین ایک رفیق نے بڑے شوق سے دریافت کیا کہ ارے میان عنایت نواب گنج والی جلائی ہے یا نہین - لالہ نھتول نے آہ سرد بھر کر کہا - افسوس اِسوقت تمنے کس کافر کا نام لیا - وہ تو مر گئی بیچاری - اَیَن! (مر گئی) - ؟ ! جی نہین - عنایت نے اِسکی تصدیق کی کہ ہان واقعی مر ہی گئی - لوگون نے کہا افسوس

نام جلائی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اُداس رہی تھوڑی کئی منٹ تک اُسکی ادائے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے۔ سیٹھ جی بھی اِن سب کے افسوس مین شریک تھے۔

ارباب نشاط کے پاس پھڑی معمول سے زیادہ بھیجی گئی۔ قوالون پر تاکید کی گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون۔

جل ترنگ والے سے کہ دیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ روشن ہونے سے قبل ہی آجاؤ۔

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اُسکی نو عمر اور حسین مس کے بلایا تھا۔ کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے۔ وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا اون سے موجود۔ رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اُٹھے۔ اور جھک جھک کر آداب بجالائے گویا کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آگئے تھے۔ صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا کہ ول صاحب کہان۔ احمد بیگ نے کہا جی حضور۔ مین سمجھا نہین۔ صاحب بہت جھلائے یو بلڈی فول۔ مالک کہان اس مکان کا۔ سیٹھ جی نے اُٹھکر کہا مین ہون۔

صاحب۔ ول صاحب (ٹوپی اُتار کر سلام کیا) آپ نے تکلیف کیا۔

سیٹھ۔ واہ مین نے کیا تکلیف کی۔ آپ نے البتہ تکلیف اُٹھائی کہ آج ہی تھکے ماندے آئے اور منظور کر لیا۔ آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے یا مس صاحب بھی۔

صاحب۔ ول جگہ بتاؤ۔

سیٹھ۔ جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون۔ پس آپ تماشا کرینگے اور مس صاحب ہے۔ نہ۔

صاحب۔ جگہ بڑی چاہیے۔

سیٹھ۔ میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہے۔ لیکن مس صاحب کو تو بلائیے۔

صاحب۔ اب وقت بہت کم ہے آپ ہمین جگہ جلد دکھائین۔

سیٹھ جی اپنے ساتھ لے گئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا۔ صاحب ایک ہی خرانٹ آدمی تھا۔ گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزارون گھنوون کا پانی پیے ہوے بھانپ لیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہے۔ اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے۔ اغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان۔ بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ ادھا ٹینڈم ڈگیٹ ہر قسم کی گاڑیان۔ دروازے پر سپاہی خدمتگار باری کہار جاہ وحشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے۔

کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دُلھن بنا ہوا ہے۔ جو شے ہے بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھکر۔ سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین۔ وہ بھی آئینگی یا نہین اُنکو بلوائیے نا۔ تو سوچا کہ اِس نوجوان رئیس زادی کو اُلّو بنانا چاہیے۔ سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب اب تک کیون نہین آئین مہربانی کر کے انکو بھی بلوا بھیجیے۔ اُنکے بغیر محفل کی رونق نہین۔ رنگ نہ جمیگا۔ صاحب سنتا جاے۔ دل ہی دل مین ہنسے مگر جواب نہ دے۔ اس سے انکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی۔ اتنے مین اُنھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی فٹن بھیجدون۔ صاحب نے بہت متانت سے ساتھ یون جواب دیا۔

صاحب۔ ول سیٹھ صاحب۔ مس نہین آسکتین۔ اور آئین بھی تو ناچینگی نہین۔ وہ کسی کے مکان پر جا کر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان جو خوش ہو گئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین۔ مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی۔

سیٹھ۔ (ازبس بیقرار ہوکر) نہین آپ ضرور بلوائیے۔ میری محفل کی رونق جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہو جاے گا۔

صاحب۔ اچھا تو چٹھی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پہ بھیجیے۔ صاحب نے چٹھی لکھی۔

لی۔ یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہی بڑا امیر آدمی ہے۔ ہم سے بار بار پوچھتا ہے کہ مس کہان ہے۔ مس کیون نہین آئی۔ ہم نے تو تمھارے اور اپنے دونون کے تماشے کا روپیہ چکایا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہم سے پوچھتا ہے کہ آپ اکیلے تماشا دکھاینگے۔ ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا۔ تب مین نے کہا کہ مس کسی کے گھر پر جا کر نہین ناچتی ہین۔ ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع تکریم خاطرداری سے خوش ہو گیئن تو مضائقہ نہین۔ شاید شریک ہو جائین۔ تم ضرور آؤ مگر اس طرح کی باتین کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے۔ اِسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین۔ ہم جب تمھاری کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون مین اٹھوا لیجاؤ۔ مگر جو کچھ یہان سے وصول ہو گا اُس مین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمھارا تم ہماری تنخواہ اور کھانا پاتی ہو اور تمھارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو اُسی وعدے پر بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تم مالک ہوگی۔ اور تین حصے کے ہم۔ رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہے۔ اِسکو کسی نے بہکا دیا ہے کہ تم میری لڑکی ہو۔ تم انکار نہ کرنا۔ آج اِسکو خوب بناؤ اور اِس سے کوئی معقول رقم اینٹھو۔ جان کوین۔

یہ خط بند کر کے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کر کے اُسکو مس کے پاس بھیجا۔ سیٹھ جی نے کوچبان سے کہ دیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرتی جوڑی نہ گئی تو کل تم موقوف کر دیے جاؤ گے۔ بہت تیز جاؤ۔ ذرا گھوڑون کو دم نہ لینے دو۔ خبردار۔ ورنہ میرا نمک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا۔ ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا کہ دیکھو کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اُڑائے۔ خیر صاحب نے اس کمرے مین مزدورون اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے کے ساتھ رکھا۔ لمپ روشن کیے۔ آدمیون کو باہر نکال کر پردہ ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوے۔

صاحب۔ اب سب ٹھیک ہی۔

سیٹھ۔ بس مس صاحب کی کسر ہی۔

صاحب - ول ہم نے تو بہت لکھا ہی اور تاکید کی ہی مگر لڑکی ضد بہت کرتی ہے جو سمائی بس سمائی۔ ناچنے گانے مین فرانس تک کے ٹھیٹرون مین ویسی ایک نہین۔

سیٹھ - خدا کرے منظور کرین۔

صاحب - یہ آپ کے اختیار مین ہی ہم نہین جانتے۔

سیٹھ - جو کچھ فرمائینگی۔ مین نذر کرونگا۔ مگر آپ کے ساتھ تماشا دکھانے مین شریک ہون اور ناچین گائین۔

صاحب - آپ اپنے کمرے دکھائیے۔ شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر ناچنے سے انکار نہ کرینگی۔ نقد کی اُنکو پروا نہین۔ اِسقدر شوق ناچنے گانے کا ہے کہ شادی نہین کرتین۔

سیٹھ - سن کیا ہوگا۔

صاحب - ول ہی ول مین خوب ہنسے ; ول کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم۔

سیٹھ جی نے حسن و جمال کی تعریف تو سُنی ہی تھی اب جو سُنا کہ اٹھارہ ہی برس کا سن ہی تو اور بھی ریجھ گئے۔ سچ ہی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد		بسا کین دولت از گفتار خیزد	

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی مفت مانگے اور بے ناچے گائے لیجائے تو توقف نہ کرونگا۔ بلا سے لاکھ پچاس ہزار یون بھی سہی کیا پروا ہے صاحب کو اُنھون نے اپنے حساب اپنا پارچہ بنایا۔ اور وہ ایک ہی خرانٹ دل مین اِنکی سادگی اور بھولے پن اور عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا۔ اور کھلے جاتا تھا کہ آج رقم معقول ہتھے چڑھی۔

سیٹھ جی - مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی۔

صاحب - ابھی بچہ تھا۔ صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہی۔

سیٹھ جی - اب شادی ولایت مین کیجیے گا۔ ہی نہ۔

صاحب - ول وہ شادی کرنا اگر پسند کرے۔

سیٹھ جی - یہ کیا - کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کرینگی -

اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے - لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے کہ ول ہم اس معاملے مین دخل نہین دینے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہے مگر ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو - تربیت یافتہ - بد وضع نہ ہو - شراب خوار نہو - جواری نہو - بدمعاش نہو - خدا ترس ہو اور حسین ہو - بدصورت نہو - ایسا شکیل اور خوبصورت ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے - تو ہم فورًا منظور کر لین - سیٹھ جی اسوقت دیوانے تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہے - یہ تقریر جو سُنی تو ریشہ خطمی ہوگئے - بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فٹن آئی - گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور دوڑے کہ فٹن آئی - صاحب یہ سب تماشے دیکھتا جاتا تھا - انکی بیقراری کی انتہا ہی نہ تھی -

صاحب - کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان -

سیٹھ جی - تھوڑے ہی ہونگے -

صاحب - چاہے جسقدر ہون -

سیٹھ جی - بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے - کیون جی نتھومل - ہے نہ - یا زیادہ ہونگے -

نتھومل - وہ بیس پچیس زیادہ ہوے تو کیا -

سیٹھ گوجرمل صاحب سے نتھومل نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا کہ حجور اسکو کچھ دین دین نہین اس سے تو وعدہ ہو چکا ہے کہ پورا تماشا دکھائیگا بس آئے اور پھر آئے یہ بڑا اجھا یا معلوم ہوتا ہے - اسکی نیت مین یہ ہے کہ بس کچھ دے مرے - سو اب دینا چکما کھانا ہے جے بات یاد رکھنے کے کابل (قابل) ہے آیندہ جو جی چہے (چاہے) سو کیجیے آپ کی مرجی (مرضی) سیٹھ جی تو اُس کافر کے حسن گلوسوز اور نور عالم کا شہرہ سُن سُنکر دیوانے ہو رہے تھے انکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یا رفیق صاحب کو بے ایمان کہے اور یہ چپ چاپ

سن لین - نتھو مل پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا کون ہے - تو ہے کون بیچ مین بولنے والا - گنوار جاہل - خبردار ان باتون مین جو دخل دیا ہوگا تو تو جائے گا - اور سُنیے بڑے مشیر کی دُم بن کے آئے ہین - مجھے کوئی لونڈا مقرر کیا ہے کیا اگر ہزار دو ہزار اور اُٹھ گئے تو کیا ہو جائے گا - دوالا نکل جائیگا ہمارا - آخر ہو گا کیا - ہماری تو دلی آرزو ہے کہ وہ مس آئے اور ہم سے کچھ مانگے - قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود دریغ کرے - طبیعت ہی تو - اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس اور مانگے تو نہ دیجیے گا - چلو ہٹو سامنے سے بد تمیز بے شعور -

لالہ نتھو مل اِنکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین - صاحب ہے قسمت کا دھنی خوب بٹور لیجائیگا - اور مزے اُڑائیگا - اور وہ پرکالہ آتش مس تو بس لوٹ لیگی - مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل - اُسکی جوانی اور اس کا چہرہ نورانی اور مستانہ چال اور حسن و جمال اِنکو دیوانہ بنائیگا - اب خدا ہی حافظ ہے - عشق تنکے چنوائیگا - دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ آپ کی نیت کیسا ہے اب البتہ سمجھ گیا جواب بولون تو گنہگار - سزاوار سیٹھ جی نے کہا تم پھاٹک پر کھڑے رہو - جیسے ہی فٹن آئے ہمین معًا اطلاع دو - بہت خوب کہکے لالہ نتھو مل روانہ ہوے - اور پھاٹک پر جا کر ٹھہرے اور صاحب کو جو کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے انکو اپنی کوٹھی از سر نو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا اِس مین شک نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہے - ہم جانتے ہین یہان ایک رئیس کی کوٹھی بھی ایسی سجی سجائی نہوگی - جو چیز ہے لاجواب - ہزارون مین فرد لاکھون مین انتخاب - کوٹھی کیا دُلھن ہے - مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہے عجب نہین کہ ہوٹل کو چھوڑ کر آپ ہی کی کوٹھی مین رہنا پسند کرین صرف دو چار دن تو اس شہر مین

رہنا ہی ہے۔ سیٹھ جی کا چہرہ گلنار ہو گیا دل ہی دل مین دعا مانگی کہ یا الٰہی مس آتے ہی اس مین رہنا شروع کردے۔ ہوٹل جلنے کا نام تک نہ لے۔ اگر ایک دن ٹک جائے تو برس بھر تک ہر روز دعوت کرین۔ اور اُسکی محبت وعشق کا دم بھر دن۔ عقد نکاح مین لاؤن۔ لطف زندگی اُٹھاؤن آدمیون کو حکم دیا کہ فی کمرہ دو دو لمپ اور روشن کردو۔ خدام سلیقہ شعار نے آقائے نامدار کے حکم کے بموجب دو دو لیپ بھرتی کے ساتھ معًا روشن کردیے۔ کوٹھی اور بھی جگمگانے لگی۔ اب ہر سمت عالم نور ہے۔ الٰہی یہ کوٹھی ہے یا کوہ طور ہے۔ ہر در و دیوار سے صبح بنارس کا جلوہ عیان ہے۔ چپہ چپہ نور افشان ہے۔

اب سنیے کہ سیٹھ گوجرمل کے ایک مصاحب تھے۔ مشیر دیبی دین ایک ہی کائیان زمانہ ساز دغاباز آدمی۔ گر جہان جہان گوجرمل کا پسینا گرتا وہ بلا مبالغہ اپنا خون گراتا۔ لیکن بڑا کھانے والا۔ پیڑ کو جڑ سے کھا جائے۔ اور سانس ڈکار تک نہ لے۔ جو رقم اُس کے پاس رکھوائی اُسکے باپ دادا کی ہو گئی۔ گوجرمل کی بدولت بن گیا۔ خود مہاجنی کرنے لگا۔ اِنکی کیفیت جو دیکھی کہ مس کے حسن صبیح کی توصیف سنکر از خود رفتہ ہو گئے تو چپکے سے کان مین کہا کہ اگر حکم ہو تو جسدم میم صاحب فٹن پر سے اُترین سلامی اُتاری جائے ایک دستہ جوانون کا پتھر کلائین لیے ہوے کھڑا رہے۔ ادھر فٹن سے وہ اُترین اُدھر دائین داہئین سلامی اُترے پھر دیکھیے کیا رنگ جمتا ہے۔ سیٹھ جی اس صلاح سے ایسے محظوظ ہوے کہ دیبی دین کو گلے لگا لیا۔ اور پیٹھ ٹھونک کر کہا کہ شاباش دیبی دین۔ بس ایسے ہی مصاحب تو امیرون اور رئیسون کے دربار کے قابل ہین اسوقت تمنے وہ صلاح دی کہ جی خوش ہو گیا۔ کوئی ہے۔ خزانچی سے کہو کہ سو روپے ہمارے نج کے حساب مین لکھکر دیبی دین کو دے دے۔ دیبی دین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اَن داتا تمھارے ہی بدولت تو جیتے ہین کچھ کام کرین نہ کاج سیکڑون روپیہ سال مین پاتے ہین اور بال بچون کو لیکر بفکری سے

دندناتے ہین - سیٹھ جی آدمی تھے فیاض - ایک ذراسی بات مین رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا - دیبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا اور رئیس کے دل مین جگہ ہوگئی - ہر طرح اچھے رہے - حکم دیا گیا کہ بارہ جوان پتھر کلائین لیکر بین پھاٹک پہ حاضر رہین - نٹن آتے ہی سلامی اُتارین - اگر ایک بندوق بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور ازبس ناراض ہو جاینگے - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو مصاحبون نے قہقہہ لگایا - رفیقون نے کہا کہ دیبی دین نے رئیس کو اِسدم چٹکیون پر اڑایا - اچھا بھرادیا اور خوب ہی رنگ جمایا - سپاہی بندوقین بھر بھر کے پھاٹک پر مس صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹہلنے لگے - محلے بھر کے آدمی صدہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سُنکر کوٹھی کے اِرد گِرد ٹھٹ لگائے کھڑے تھے - کہ ناچ شروع ہو تو دیکھین میمین کس طرح ناچتی ہین -

صاحب - آپ ساہوکار ہین -

سیٹھ - ہان - اور تعلقہ بھی ہے - اور نوٹون کا سود آتا ہے اور تجارت کرتا ہون -

صاحب - واہ وا - تب تو آپ بڑے امیر ہین -

سیٹھ - امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہان دال روٹی خدا دیے جاتا ہے یہی غنیمت ہے -

صاحب - آپ کے والد کہان ہین -

سیٹھ - انتقال کیا -

صاحب - کوئی بھائی ہی -

سیٹھ - جی نہین -

صاحب - شادی آپ کی ہوئی ہی -

سیٹھ - ابھی نہین -

صاحب - آپ اب شادی کیجیے -

سیٹھ - مین نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پڑھی لکھی لیڈی

نہ ملیگی مین شادی نہ کرونگا۔ اگر یہان حسب دلخواہ وہ۔ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی ہوگی تو نعم المراد ورنہ ولایت جاؤنگا۔ مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین شادی کرون۔

صاحب۔ پیرس نہین۔ پیری تلفظ ہے۔ س کا تلفظ نہین کیا جاتا۔ فرانسیسی لفظ ہے نہ۔ ول۔ تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے۔ اگر وہ کسی کو جانتی ہون تو سفارش کرین اِنکے ساتھ اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہو جائین۔

سیٹھ۔ مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین۔

صاحب۔ ہان۔ ول۔ مگر ——————

سیٹھ۔ مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھیے۔

صاحب۔ اِسکے کیا معنی۔ آپ رئیس ہین۔ امیر ہین۔ سیر چشم ہین۔ ہم کوشش کرینگے کہ کسی یورپین لیڈی کو آپ بیاہین۔

سیٹھ۔ (جی کڑا کرکے) کوشش کیا معنی۔ آپ کے تو امکان مین اسوقت ہے آپ کی صاحبزادی۔

سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین۔ مگر جرأت نہوئی۔ مس اِنکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو اُنھون نے تھیٹر کے لیے تیار کیا تھا۔ تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن جہان کہین جاتے تھے لوگ اُسکو اِنکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتا ہے۔ سیٹھ جی نے مُسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور رونا کون نہین جانتا۔ مگر قوالون کی طرح مین نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ ول اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہوتے تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا کس طرح۔ صاحب نے اِنکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گوچرل کف افسوس ملنے لگے کہ ہاے ستم

مین واقف کیون نہوا۔ کس لطف کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچتا۔ مگر افسوس صدافسوس اگر کوئی باکمال رقاص اِنسے اسوقت دنس بیس ہزار روپیہ مانگتا اور وعدہ کرلیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے ذرا چون وچرا نکرتے لیکن ایسا رقاص کہان۔

لالہ نھتو مل۔ وہ جل ترنگ والا آیا ہے۔ بٹھا دیا اُس کمرے کے چوترے پر۔

سیٹھ۔ بہتر ہے فتن نہین آئی۔

نھتو مل۔ اِب گئی ہی۔ کپڑے۔ وپڑے پہینیگی۔ نہائین۔ دُھوئینگی۔ بنین ٹھنینگی۔ جب تو آئینگی۔ بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی۔

سیٹھ۔ ہان چاہیے بھی ایسا ہی۔ مگر سچ کہنا حسین ہی۔

نھتو مل۔ چاند کا ٹکڑا ہی۔ چاند کا۔ دُبلی پتلی کامنی۔ اور چنچل نار۔

اتنے مین منیب جی نے آنکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بک گئے۔ اور سب ملاکر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا۔ سیٹھ جی بہت خوش ہوے۔ نھتو مل سے کہا کے بولو اب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین۔ پھر اگر دو چار ہزار اس کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا۔

اِتنے مین نواب قمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا۔

مخدومی جناب سیٹھ صاحب بی فرخندہ کی طبیعت اِسوقت نصیب اعدایون ہی سی بے لطف ہو گئی ہی۔

ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ نسخہ لکھ گئے ہین۔ خاکسار نو بجے حاضر خدمت شریف ہو گا۔ کیا کرون مجبور ہون۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے ایک منٹ بعد آتا۔ نہ کہ گھنٹون کی کسر۔ وجہ معقول پیش کی ہے۔ قصور معاف فرمائیگا۔

آپ کا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے۔ دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد نواب صاحب آئین۔ تاکہ اُس بُت جادو جمال سے باتین کرنے کا خوب موقع

ے اُسی دم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہون۔ نامۂ نامی پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے یہان سب سامان لیس ہی۔

آپ کا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ———

یہ خط مقبول کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک کمرے مین جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑھیون کو لیے ہوے بیٹھا ہے۔ دوسرے کمرے مین ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے اپنے رنگ مین مست ہین۔ ایک طرف چانڈو وآڑ رہا ہے۔ ایک طرف ساز مل رہا ہے۔ تیسرے کمرے مین دو طائفے ٹکے ہین۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو گاتی ہے۔

گر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی	اُلٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہی
طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی	خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مر۔ ہمت مر) دیکھو تمھاری بہن۔ ماشاء اللہ سے کیسی خوش گلو ہین اور کس دھیان سے سنتی ہین جو ایک دفعہ کہا عمر بھر نہ بھولینگی ہان کہو (ہمت مر۔ ہمت مر) دانہ آتا ہے۔ ہمت مردانہ آتا ہے اور آگے بڑھے تو صادق علی خان صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔

سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہے خان صاحب۔ تان رس خوان بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان۔ حضور ہم مقابلہ وقابلہ کیا جانین۔ بس اتنی آرزو ہے کہ اللہ کرے محفل مین سمجھ دار بیٹھے ہون۔ کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہون جو بھاگ اور بھیروین تک مین تمیز نہ کرسکین۔

سیٹھ۔ نہین آپ بھی فرد ہین واللہ۔

خان صاحب۔ آپ سے کچھ کان مین کہنا ہی۔

سیٹھ جی۔ کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا۔

سیٹھ گوجریل صاحب کے کان مین خان صاحب نے آہستہ سے کچھ کہا۔
اُنھون نے ننھو بل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خان صاحب کہتے ہین وہ سُن لو۔
ننھو بل۔ آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان۔ سیٹھ جی اکثر تعریف کرتے ہین۔
احمد بیگ۔ جی دور دور تک ثانی نہین رکھتے خان صاحب قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور پھر دین کے تو بادشاہ ہین۔
ایک رفیق۔ دم غنیمت ہی خان صاحب فرد ہو فرد۔ واللہ باللہ بس یکتا ہو۔
صادق علیخان۔ یہ آپ کی قدردانی ہی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔
احمد بیگ۔ تان رس خان بھی آتے ہین۔
ننھو بل۔ آئے ہین یا آتے ہونگے۔
رفیق۔ اجی وہ کوئی آئے ہمارے خان صاحب دب نکلنے والے نہین۔
صادق علیخان۔ وجہ دب نکلنے کی وجہ۔
رفیق۔ سچ ہی۔ اللہ نے جوہر دیا ہی۔
صادق علیخان۔ مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی۔ کوئی گھڑی گھڑی بھر کا مجرا ہوگا۔
ننھو بل۔ یہ پیار کھان (پیار خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے۔
احمد بیگ۔ وہ ربابیے تھے۔ گویون کے بھی پیر۔ راگ کا دھرم رکھنا انپر ختم ہوگیا۔
صادق علی خان۔ ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے۔
ننھو بل۔ اور تان رس خان۔
احمد بیگ۔ وہ خیالیے ہین۔ ٹیپ بے کار۔ رنگ باز۔ منھ چڑھے۔
ننھو بل۔ کوئی اور ماشور (مشہور) ہین قدو خان یا ہدو خان۔
احمد بیگ۔ وہ تان کا کپتان تھا۔ بڑے زور شور کراک کا گانا جس کے شانے سے سُر نکلتے ہین۔ بے کار ذرا گھٹ کے تھے مگر منھ چڑھے انتہا سے

زیادہ۔

نتھومل۔ اور ہمارے کہان صاحب۔

احمد بیگ۔ کون؟ یہ صادق علی خان۔ اجی یہ سب گن پورے اُنھین کو ن کہے تنڈورے۔ خیال ٹپہ ٹھمری سب مین طاق۔ خصوصًا دھن مین شہرہ آفاق۔ نقو خان ذرا تان کے مقدمے مین واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے۔

احمد بیگ۔ مگر آستائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ۔ کیون خان صاحب؟

صادق علی خان۔ اِس مین کیا شک ہی۔

احمد بیگ۔ مگر اُستاد تم بھی اپنے فن مین یکتا ہو۔ دُھن مین تم نے سب کے کان کاٹے۔ اور یون تو سب اپنی اپنی جگہ اُستاد ہین۔ تان رس خان کی بے کاری کیا کچھ کم ہے۔

رفیق۔ میان خدا کی دین ہی۔ ع

خدا کی دین کا موسی سے پوچھیے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے

کیون صاحب یہ بہادر سین کون تھے۔

احمد بیگ۔ آفتاب تھے اپنے وقت کے۔ سُر سنگار کے یہی موجد تھے رُلا دینا اور ہنسا دینا اُنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا۔ کوئی بات ہی نہ تھی۔

سیٹھ جی اُدھر سے خرامان خرامان برآمد ہوے۔ نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھومل ابھی تک فٹن نہ آئی۔ نتھومل نے کہا خداوند آتی ہوگی احمد بیگ بولے دیر آید درست آید۔ بیچ دھج کے آئینگی۔ پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہے یا نہین سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہے یا نہین۔ کہا گیا کہ حضور بھیجا ہی۔

سیٹھ گوجرمل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے

پاس جاؤ۔ کہنا پوچھا ہے کہ فرخندہ کیسی ہین۔ اور کہا ہے کہ ہمکو کچھ جلدی نہین ہے۔
آپ کو جو وقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے یہان سب سامان لیس
ہو۔ آدمی کو سمجھا کر روانہ کیا۔ صاحب کے پاس چلے کہ پوچھین کسی شے کی ضرورت
تو نہین ہے کہ اتنے مین بندوق کے دغنے کی آواز آئی۔ دن۔ دن۔ دن۔ بارہ
بندوقین ایک دم سے داہین کرکے دغین۔ نقو لی دوڑے ہوے
بدحواس آئے۔ حضور چلیے احمد بیگ لپکے پیر و مرشد فٹن آگئی۔ دور فیقون نے
بڑھکر آواز دی خداوند مس صاحب آگئین آئیے حضور۔ سیٹھ گوجرمل صاحب
تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوے گئے۔ مگر پھر سوچے کہ اگر اس
حالت وحشت مین ہمکو دیکھا تو اپنے دل مین کیا کہیگی۔ سمجھیگی کہ کوئی جانگلو ہی
گنوار۔ ٹھہر گئے اور ذرا دم دل سے کے چلے۔ فٹن کے قریب جا کر کھڑے
ہوے اُس بت پندار صنم گلعذار کے اس وقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ
تھے فرانسیسی فٹن وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اُس سے سبق لے
بال بکھرے ہوے بیٹن کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی
تھین۔ گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اس زلف سیاہ
نے اور بھی دو بالا کر دیا تھا۔ بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گھٹا چاند ہی
ابر زلف سے ماہ رُخ ابھی ابھی نکلا ہے۔ ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا
حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فٹن کے پاس کھڑے ہین اتنے مین صاحب
بھی رپ رپ کرتے ہوے تشریف لائے۔

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہین۔

مس۔ (نصف ہاتھ بڑھا کر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک دست سیمین اور ملائم ملائم
انگلیان جو ہاتھ مین لین تو جامے ہین پھولے نہ سمائے۔ مس صاحب فٹن پر
سے اُترنے لگین تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا اُنھون نے لپک کر ہاتھ دیا اور

فٹن سے اُتارا۔ ایک قوال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور اداے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود در باختم	عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُس زمین کو ہزار ہزار بار چوم لین ؎

تو می خرامی و من از حیرت نمی دانم	گر از اضطراب زنم بوسہ بر کدام زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے اِدھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہردم بر قد دلدار می پیچد	ز مستی ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت پیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی تیکھی چتون سے انکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے ناز و ادا اور عشوہاے دلربا سے انکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینۂ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیوڑھا کر پھیری اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی گردن فوارۂ نور تو سینۂ صافی رویش آب بلور۔ ؎

پیداست ہمچو قبلہ نما از تن بلورا	از سینۂ لطیف دل ہمچو آہنش

مست صہباے ناز۔ سراپا انداز۔ شیرین حرکات انتخاب مہوشان کائنات سہ لقا۔ سیمین سیما۔ ایک ایک ادا مین سو سو کی گھاتین۔ پیاری پیاری بھولی بھولی باتین۔ کبھی آپ ہی آپ لجانا۔ کبھی مسکرانا۔ کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا۔

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکد	ہر قدمے کہ می نہی آب حیات میچکد

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین۔ یہ کھل گئے کہ شکر اللہ منہ مانگی

مرادیابی۔ اس معشوق عنبر مو کو کوٹھی ایسی پسند آئی۔ کہ سیر کرنے کو دل چاہا کوٹھی دیکھنے کا شوق چرایا

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف سے چلے تو حوالی موالی ایرا غیرا نتھو خیرا سب سایے کی طرح مس کے ساتھ پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا۔ نتھو بل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہے۔ بھیڑ بھڑکے سے طبیعت نفور ہے۔ شب ماہ ہے۔ بغل مین حور ہے۔ فکر کوسون غم و الم منزلون دور ہے۔ صنم مہوش پایا ہے۔ اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرایا ہے۔ مس نے بصد انداز دلربائی اٹھکیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا۔ سیلون کو آتش حسد سے جلایا۔ گلون کو شرمایا۔ ؎

	وہ یکایک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوے کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے	

سیٹھ جی۔ آیئے جھولا جھولین۔

مس۔ واہ۔

سیٹھ جی۔ اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو ازراہ کرم جھولا جھولیے۔

نتھو بل۔ (دور سے) ؎

جھولا جھولنے لینگے بیجا کے چمن مین مجھکو		غربت کہین آنے تو دے حور لکا ساونگی

احمد بیگ۔ کے خاتون مین شعر یاد گیا تھا۔ اور حور لکا کی کتنی کہی ہی۔

اس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش مین ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل اور بھی پامال خرام ناز کر دیا۔ ؎

ہر نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین		سبزہ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتے ہوے

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھاے اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ یہان کسی اچھے نامی سوداگر کی کوٹھی بھی ہے۔ ہمکو کچھ سودا خریدنا ہے۔ لفٹنٹ راس یہان فوج مین ایک صاحب ہین۔ ان سے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے آدمی ہین۔ اور ہمسے اُنکو دلی محبت ہے۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہے ابھی مگر گھر کے امیر کبیر ہین۔ اُنکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی ضرورت ہے کوٹھی سے پسند کر کے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سُنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ کہ انکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر انکو یہ دعوی ہے کہ جو چاہینگے اُنکے ساتھ جاکر کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی سے	فرمائشین حضور نہ اغیار پر کرین موجود ہے یہ تابع ارشاد کس لیے	

مس۔ (مسکراکر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جاسکتے۔ آپ نیٹو۔ ہم یورپین۔

سیٹھ جی۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہے۔

مس۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ مس چمک کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اس روش کی طرف رُخ کیا۔ خدمتگار ایک بیش بہا ٹمبار مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے

سیٹھ۔ کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لے چلینگے۔

مس۔ کل تو لفٹنٹ راس سے اقرار ہے اُنکے ساتھ ہوا کھائینگے۔

سیٹھ جی سے	صبا بس درجہ قوام شادی و غم ہین زمانے مین شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہی	

مس - اب تو ناچ کا وقت آگیا۔
سیٹھ جی - ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین -
راوی - دیکھتے جایئے - ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچاٗینگی -
مس - (تنک کر) ہمارا ناچ ؟ ہمارا ناچ کیسا -
سیٹھ جی - (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ آج ہمکو نہ ناچینگی -
مس - ہرگز نہین - راس خفا ہو جاٗینگے -
سیٹھ جی - کسی کو کانون کان تو خبر ہونے نہ پاٗیگی -
مس - راس کے گوئندے چھوٹے ہوے ہین -
سیٹھ جی - آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا -
مس - خیر - مگر راس کا دل ہم نہ دکھاٗینگے -

سیٹھ جی ؎
مرے حال پر رحم کرتا نہین ہے
خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہین ہے
قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی
وہ جیتا ہے جو ان پہ مرتا نہین ہے
صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہین ہی

مس - (چین بہ جبین ہو کر) پیارے راس کو برا بھلا نہ کہنا -
سیٹھ جی - (آہ سرد بھر کر) نا ؎

مر جاؤنگا مین دیکھ تو چین بر جبین نہو
برق غضب کہین نگہ خشمگین نہو
اغیار کے نہ عشق جتانے پہ جائیو
کوئی بلا کرے خبر اے نازنین نہو

مس للی انکے جلانے اور نائرہ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے لفٹنٹ راس کا نام کئی بار زبان پر لائی - اور واقعی انکے کانون سینہ مین حسد اور بغض کی آگ ایسی تیز کر دکھائی کہ ہر دم آہ شرر بار تھی اور طبیعت ازبس بیقرار تھی رقیب کا ذکر سنکر شیشۂ دل چکنا چور ہوا - جگر مین عشق کا ناسور ہوا اُس بت سفاک کو

انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہے۔ اور نام سُنتے ہی آہ سرد بھرتا ہے۔ سیٹھ جی پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا۔ ؎

جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہگیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آہ آتش فشان ہے۔ اور بکا و فغان ہے۔ مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلاؤ۔ سیٹھ جی ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے۔ کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار نور بار ہے۔ جو کمرہ ہے جواہر نگار ہے۔ اشیاے بیش بہا لاتعد و غیر محدود ساری خدائی کی نعمتین موجود۔

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے یہ بطریق نذر دیتا ہون۔ مس للی پھولی نہ سمائین۔ پیار کی نظر سے سیٹھ گو جرل صاحب کو دیکھا اور مسکراکر کہا کہ ہمین نہین چاہیے۔ سیٹھ جی نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہوگئین اسپر وہ ستمگر قہقہہ لگا کر ایک سہری پر لیٹ گئی۔ سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے۔ گھڑے گھورتے تھے۔ مس للی متا اُٹھین اور بجلی کی طرح چمک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین۔ سیٹھ صاحب نے کہا از براے خدا یہ تحفہ قبول فرمایئے۔ غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین۔

للی نے گردن نیچی کرکے کہا کہ راس سُن لیگا کہ ایک خوبرو جوان کے ہان سے مفت گھڑی لائی۔ گو جرل اسوقت نہایت ہی برافروختہ ہوے۔ پھر ابھی رقیب روسیہ کا نام اُس۔ گلفام کی زبان پر آیا غصے کو ضبط کرکے فرمایا کہ اُنکے تو فرشتہ خان کو بھی خبر نہونے پائیگی۔ حالانکہ لفٹنٹ راس صرف ایک مصنوعی نام تھا۔ یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ اُنسے رقم کثیر لیکر ہوا بتایئے اور اُلّو بنایئے۔ سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی

کہ اگر آپ یہ گھڑی نہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے۔ مس نے اِس بھولے پن کے ساتھ انکی طرف دیکھا کہ سیٹھ گوجرمل صاحب ہزار جان سے عاشق زار ہو گئے۔ اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول فرمائیے مس للی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہی۔

کیا خوب دو سو روپے پر ناچنے گانے تماشا دکھلانے آئین اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی۔ ہمکو یقین آگیا۔

سیٹھ جی سمجھے کہ اب مار لیا ہی۔ یارون کا وار خالی نہین جاتا۔ اب اِس گلبدن سیمتن کو عقد نکاح مین لائے۔ پانچون گھی مین۔ چین ہی چین لکھتا ہے مس للی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا۔

	ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین		سر پہ احسان لین امیرون کا

سیٹھ جی۔ احسان! چہ خوش! احسان کیا معنی۔ اللہ اللہ یہ در پردہ احسان جتاتی ہو۔ بیشک۔ بیشک۔ ہم کمال مشکور ہوے آپ نے اسوقت ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہی اور چاہیے بھی ایسا ہی۔

مس۔ اب ہم پاپا کے پاس ذرا جاتے ہین۔

سیٹھ جی۔ (ہاتھ پکڑکر) رنا سے

	رات آتی ہے کہان جائیے گا		آج اندھیری ہی گر وصل نہو

مس للی۔ پاپا نے ہمارے ساتھ اِس آدمی کو تعینات کردیا ہے جب سے برابر ساتھ ہی آپ تاجر بھی ہین۔

سیٹھ جی۔ جی ہان۔

مس للی۔ کس کی تجارت ہوتی ہی۔ (مسکراکر) باجرے کی۔

سیٹھ جی۔ وہ کوئی اور ہوتے ہونگے۔ گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہی اور جواہرات کی۔

مس للی۔ ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر جوان تو ہمارے ہاتھ بیچیے۔ قیمت اسی دم دینگے۔

سیٹھ جی۔ بہت خوب ایسی کھری اسامی کہان ملیگی۔ مگر مول تول کی سند نہین ایک جوان گھوڑا تو مین ہی ہون۔

مس للی۔ آپ تو گدھون کی سی باتین کرتے ہین۔ پسند آیا خرید ا ورنہ پھیر دیا۔

احمد بیگ۔ (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے پھیرنا بھی کیا خوب کہا ہو حضور واللہ طناز ہی نہین جگت باز بھی ہین۔

عنایت بھٹیارے نے پھر آنکر نتھو ل سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئین سرا مین بیٹھی ہین۔ جب ضرورت ہو بلوا بھیجیے۔ نتھو ل بولے بس اب بلا لاؤ۔

مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمین دکھائیے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو۔ سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لے چلے۔ کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور حوالی موالی سب نے اُٹھ اُٹھ کر جھانکنا شروع کیا۔ للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکتے تھے انسے جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا تھا۔ ؎

کمر تک جو زلف چلیپا گئی		میان دو کمر لاکھ بل کھا گئی	

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا کٹاؤ کر دیا۔ کشیدہ قامت۔ حور طلعت گلعذار۔ طرح دار۔ چھریرا بدن۔ غنچہ دہن۔ فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی۔ صادق علی خان پکار اُٹھے۔ ؎

موت آئی جو عشق گیسو مین ؛		مغفرت بال بال کی ہوتی ؛	

اصطبل مین جاکر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا۔

۱۔ دیلر۔ پنج سالہ۔ دور کا یہ بھی مین اس طرح جاتا ہے جیسے آندھی آگئی ہے اسکا نام آندھی روگ ہی ہے۔

۲۔ کمیت۔ آٹھون گانٹھ کمیت۔ ران سواری۔ پوری گھوڑی۔ چار سال ہوا پیچھے رہی۔ یہ آگے پہونچے۔ اڑن کھٹولا نام ہے۔

۳- سمند سیاہ زانو- گھوڑا کیا ڈلھن ہے- کانپور کی گھوڑ دوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی ریس مین ایک دفعہ بازی جیتا- یوں دنے پھاندنے مین طاق ہے نام صف شکن

۴- سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان آیا اور یہ ہوا ہوئی- یہ جا وہ جا- نہایت خوبصورت گھوڑی ہے- نام پری

۵- سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہے چلنے مین بجلی- نام برق-

۶- پیکو کاٹانگھن- بد قطع- بجتے سے بجتے ہاتھ پانون- مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا- جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے ڈلکی جائین مگر اسکو نہ پائین نام چلتا پرزہ-

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا- اور سمند سیاہ زانو پسند کیا اس فرس تند خو کے کپتان ولمات چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگا نے پانچ ہزار لگائے تھے- ایک وکیل صحنتانے مین لٹ تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا- سیٹھ جی نے کہا حاضر ہے- کھلوائے جائیے- تب تو مس لٹی بہت ہی خوش ہوئین- اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ ایکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین- کوٹھی کے قریب صاحب ملے-

صاحب- اب ہمکو آپ اسوقت ذرا سی برانڈی پلوائین-

مس- کیا ساتھ نہین ہے-

مس- آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی-

سیٹھ جی- ہان کیون- پیجیے تو لاؤن-

مس- ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین-

سیٹھ جی- روز- ایاپانا- موزیلی- اسپار- گلنگ ہاک- چری برانڈی کیوریسو- ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہے- نکالون کوئی بوتل-

مس- ول کیوریسو-

سیٹھ جی - ہمکو بھی یہی پسند ہی -

مس - آرنج ڈب -

صاحب - تم سب کے سامنے نہ پینا - الگ جاکر پیو اور اس بیرا کو ساتھ رکھو -

بیرا - حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا -

مس للی - ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا -

مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر انسے اب کوئی فرمایش کرتی ہون تو چھوٹی بات ہے - ایک جھاڑ کو غور سے دیکھکر کہا کہ اہاہا کیا اچھا جھاڑ ہے سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو معًا دے دیتے ذرا پس و پیش نہ کرتے - اُنھون نے دیکھا کہ مس للی نے اسکو پسند کیا - فورًا آدمی کو حکم دیا کہ لے جاؤ علیٰحدہ رکھو - جب مس صاحب جائینگی تو انکے ساتھ بھیجدینا یہ سوا تین سو روپے کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا - اس فیاضی کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کرے کوئی شے اور پسند کرے کہے تو کوٹھی کی کوٹھی اسکے نام لکھدون - عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی - اسوقت دنیا و مافیہا کی انکو خبر نہ تھی -

اتنے مین پورن خدمتگار کیوریسو کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا اور لیمونیڈ اور کاگ پیچ اور ہٹرز لیکر آیا - سیٹھ جی نے کہا پیجیے پیجیے - آج ہمارا آپ کا مقابلہ ہے - دیکھین کون زیادہ پیتا ہے - مس للی مسکرائین اور عجب نازو ادا سے فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپ کی تندرستی کا جام پئینگے - بوتل کھولی اور نصف ٹمبلر کیوریسو برف کا ٹکڑا ملا کر پی گئین - سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا -

للی نے کہا ہم جسقدر شرابی سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون - کہا طبیعت - کہا اور لیجیے - پوچھا اس تو

نہ سُن لینگے۔

سیٹھ جی اِسوقت عین خوشی کی حالت مین تھے مگر اس کا منحوس نام سُنتے ہی انکا چہرہ اداس ہو گیا۔ کہا پھر تمنے وہی نام لیا۔ اچھا تباؤ۔ اس مین کونسی بات ہے جو ہم مین نہین ہے۔ کہا وہ ملیٹری مین ہے۔ صیغۂ فوجی کا افسر وہ جو ہمکو یہان دیکھین تو ہمکو گولی ماردین مگر تم بھی خوب آدمی ہو طبیعت بہت خوش ہوئی جب تک ہم اس شہر مین ہین۔ روز ہمسے ملنا۔

سیٹھ جی۔ اور اس شہر سے جاؤ گی کہان۔ ہم کیا جانے بھی دینگے۔

للی۔ بس اور دس بارہ روز یہان ہین۔ پھر ہم کہان۔ تم کہان۔

سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو۔ واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو ازبرائے خدا۔ پیاری للی۔

للی نے کہا چہ خوش۔ مزے مین آئے ہین تو کہتی ہی تھی کہ پی کر مست ہو جاؤ گے۔ یہ پیاری کیا معنے۔ بس۔ اب ہم جاتے ہین۔ سیٹھ جی نے اُٹھکر آہستہ سے ہاتھ پکڑ لیا۔ قصور معاف کیجیے۔ پیاری کہا تو گناہ کیا کیا۔ اور گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو۔ للی مسکرا کر بولی۔ جان بخشی کیسی۔ کیا خون کیا ہے۔ اِتنے مین لالہ نتھول نے آنکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اُٹھی ہے۔

سیٹھ جی خوش ہو گئے۔ اہو ہو ہو۔ ب

یہ چار طرف گھٹا جو چھائی		ہے زلف صنم کی یاد آئی	
بادل آئے ہین عیش کے جھوم		اسوقت نہ رکھ تو مجھ کو محروم	
ایسا کر دے مجھے سیہ مست		تا برق کی طرح دل کرے جست	

سیٹھ گو جرل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لاتے تو پھاٹک کے پاس بھٹیاریون کا غول دیکھا جو ہے نکیلی رنگیلی رسیلی چھیل چھبیلی ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا کچھ یون ہی سا اُٹھا کر ہولا بھڑکا کر کمر مٹکا کر گانے لگی۔ چڑیا کی بندی چھوڑا دے پیارے۔ نینون کے

ارے ہان جگر بھئی پارے

	چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے	
کرتی ہتی ہین بولی ٹھولی تم ایسے گاڑھے جوان ملینگے ناہین -		
	چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے	
	ارے کوڈ - چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے	

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان ملکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک کتی جاتی تھین (ہک - ہک - ہک) ملی (ہنسکر) یہ کون ہین یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہے -

احمد بیگ - حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سُنا نہ دیکھا -

ٹھولی - نئی بات ہی -

صادق علی خان - معلوم ہوتا ہی یہ پی گیئن ہین -

احمد بیگ - خوب پہچانا -

رفیق - ہم نے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین -

ٹھولی - یہی مین بھی کہنے کو تھا -

احمد بیگ - ارے میان ٹھولی یہ کون ہے بھئی جو سب سے زیادہ پیش قدمی کرتی ہے -

ٹھولی - کیا خوب -

احمد بیگ - کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی -

ٹھولی - مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون -

اور سب تو دل لگی دیکھا کیے - مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داس صاحب کو اس درجہ انکا آنا اور مٹک مٹک کر گانا اور گالیان بکنا ناگوار گذرا کہ اُٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا -

جس وقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوبر مل

صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پڑے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے۔ ریل پر آئے۔ گھبی کرایہ کی اور دن سے داخل۔ یہاں دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہیں سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی بھٹیاریوں کا غول ہے۔ اور ہلڑ مچا رہی ہیں سپاہیے کوچ بین کو حکم دیا کہ گاڑی پھیر۔ ایک اور رشتہ دار کے گھر پر گئے راہ میں سوچتے جاتے تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا۔ گئے گذرے اب تو اونچ کے بیٹنے لگے۔ بھٹیاریوں کا ناچ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہو گا حضرت بھٹیاریاں بھی نچوانے لگے۔ اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمندر سیاہ زانو اور جھاڑ بخش دیا۔ اپنے عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ انسے کہا کہ گوجرل گئے گذرے بس اب خدا حافظ ہے۔ ایک سال دو سال شاید اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو۔ غضب خدا کا اس وقت جو جا کر دیکھتا ہوں تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہے۔ اور کوئی پچاس ساٹھ بھٹیاریاں کھڑی بیہودہ بک رہی تھیں لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔ قلم دوات کاغذ منگوا کر گوجرل کے نام خط لکھا۔

عزیز از جان من سیٹھ گوجرل جیو سلمہ۔ بعد دعائے کہ مافوق آن نباشد مطالعہ نمایند کہ اندرین اوقات از سواری ریل شریف کہ گردون دو دیست ہے آمدہ بر بگھی دو ٹٹو یہ بر مکان شما رفتم اما دیدم کہ باشندگان نوجوان وستین وآگ بھبوکا سے سہرا سے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر وشیرین ادا و عشوہ خوبہاست بر دریچۂ کلان دینے پھاٹک شما دیدم۔ چہ گویم کہ چہ قدر ملال عارض حال این خیرہ سگال عقیدت مآل شد بر دریچۂ کلان مکان رئیس جوان وعالی خاندان بھٹیاریان را اجتماع نمودن وآنہا را بلے تھرکیدن اجازت دادن وگفتن کہ ہاں مٹک مٹک اور چٹک چٹک کر گاؤ محض از عقل بعید ست چہ کہ مردمان رہرو آیندگان و روندگان و رہگذریان وغیرہ وغیرہ دیدہ چہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بدمعاش ست

کہ دِن دوپہرے بھٹیاریان راطلبیدہ مے رقصانند۔ لاحول ولاقوۃ۔ لہذاآن عزیزاازبزرگانہ فہمایش می کنم کہ آیندہ ازہمچو حرکات مجنونانہ کہ صرف بھٹیاریان سرائے رالازم ملزوم ست خویشتن راسپردنہ فرمایند۔ راہ راست رو۔ بابا۔ راہ راست گرفت کن۔ راہ ٹیڑھی مرو۔ کہ شیخ جی گفتہ بودند ہمین حیات خود۔ ے

راستی موجب مرضی خداست		ندیدم کہ کس گم شدہ ازراہ راست	

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیراکہ قول شان باعث سعادت جوانان برائے تعمیل و عملدرآمدست نہ برائے آنکہ کتاب خواندہ برطاق کسرائے نہادند وگفتند کہ من ہم درپنجم سواران ہستم۔ واہ۔ این چہ معنی۔ درپنجم سوران ہستی یانہ ہستی۔ جبکہ آن زنان جوانان وبدرابردربچۂ کلان وبزرگ شما دیدم ازہوش رفتم کہ این چہ باشد خرافات یات۔ امید کہ آیندہ خیال دارند۔ برائے خدا ازبرائے خدا۔ ے

انچہ گویم شما کن آن کن ؛		مصلحت بین وکار آسان کن	

این مال وزر وروپیہ واٹھنی دچونی ودونی داکنی خاک ست مگرتاچنین حیات کہ انسان زندہ باشد جان ست وروح روان ست وازہمین جملہ سامان ست۔ خیرانچہ شد آن شد۔ نشدن آن نمی تواند شد منظامنظار کیا خوب ہیجے ہیجیے۔ ہیجے۔) امید کہ آیندہ خیال نگہدارندے

حریفان بادہا خوردند ورفتند		تہی خمخانہا کردند ورفتند	

راقم آثم گنگاپرشاد

یہ فصیح وبلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہے سیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہ لگایا۔ شراب کے نشے مین چور توتھے ہی جواب یون لکھا۔

ابے جا۔ بڑا بزرگ کی دُم بنا ہے۔ بچہ تم اپنی تو خبر لو۔ ہم اپنی بھگت لینگے۔ میان ہم تو رند مشرب آدمی ہین۔ تم پرانے کھوسٹ۔ بھلا بھٹیاریون کے نچلنے مین عیب کیا ہے روا ہی ہو۔ میان دنیا کے یہی مزے ہین۔ اور نہین کیا ہی غالب دہلوی

خوب کہا گیا ہی کہ ایک نیک بخت اگر بہشت مین ملی تو اجیرن ہو جائیگی۔ ع

زن نو کن اے دوست در ہر بہار — کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا۔ تم اپنے گارڑھا دھوتر بیچو۔ تمکو ان امور سے کیا واسطہ۔ تم گزی گاڑھے مین سکھ چھالٹین کا بھاؤ جانو۔ یہ اور ہی کوچہ ہے۔ تم کیا جانو۔ ع

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ مجھو تو خدا تم سے سمجھے۔ ع

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد — برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

اور سنو معاملے کی بات تو یہ ہی۔ ع

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے — قربان واعظون کے عذاب ثواب کے

کس کی بہشت کیسا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم۔ ع

مر گئے ہم نجات کے غم مین — ایسی جنت پڑے جہنم مین

دنیا کے لطف اٹھاؤ۔ کھاؤ اور کھلاؤ۔ یہ نہین کہ بڑے زاہد کے وہ بن کے چلے ہین۔ ع

اک روز مجھکو زاہد مکار سا ملا — دکھلا کے سبز باغ ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ حماقت کہ بیچیا
معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا

اناپ شناپ۔ ہو حق۔ واہ رے مین۔

میان ہم اس وقت ہین چین ہین۔ واہی بنے ہوئے۔ اور آپ کو سوجھتی ہے پادری پن کی۔ پھر بنے کیونکر۔ قاضی جی دُبلے کیون ہوے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین۔ خط آدمی کو دیا۔ حضرت نے جو پڑھا۔ تو آگ ہو گئے سبحان اللہ بزرگون اور بڑون سے اور یہ چہل

اب اِدھر کا حال سنیے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور تراب علی اور روشن علی اور جھمن اور حاتم علی لیس ہو کر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے۔


دور بارضوان
سنّاٹا

ظلمتکدہ مین میرے شب غم کا جوش ہو	اک شمع ہو دلیل سحر سو خموش ہو
نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال	مدت ہوئی کہ آشتی چشم وگوش ہو
ای تازہ واردان بساط ہوای دل	زنہار اگر تمھین ہوس نای و نوش ہی
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو	میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہی
ساقی بجلوہ دشمن ایمان واگہی	مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہی
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامان باغبان وکف گل فروش ہی
لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ	یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہی
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین	نی وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہو

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہو

ایہا الناظرین۔ صبح کس کی یہان رات ہی کو تڑکا ہو گیا۔

اب سنئے کہ محفل رقص و سرود اراستہ و پیراستہ ہونے ہی کوٹھی کہ رئیس جم اقتدار نواب والا تبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پر سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پر عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے بیش بہا لمپ اور جھاڑ کنول سے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوے اتراتی پھرتی تھی ایک ایک بن مو سے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دو چند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا رخ انور رشک قمر زلف پریشان تا کمر۔ ع

چھٹنا ضرور رخ پہ ہی زلف سیاہ کا	روشن بغیر شام نہین چہرہ ماہ کا

انکھڑیان لگاوٹ باز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ جی گوجرمل صاحب اس نگار عنبر مو کی لگاوٹ اور رُکھاوٹ دیکھکر زبان حال سے کہتے تھے۔ ؎

مین انھین چھیڑون اور کچھ نہ کہین	چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو	کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کوچہ دلبری کی راہون سے واقف تو تھی ہی کبھی لگاوٹ کی باتین کرتی تھی۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی۔ کبھی چین بہ جبین ہو جاتی تھی۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیان گراتی تھی۔ ؎

نہ شعلے مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا	کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہی

سیٹھ گوجرمل نے بصد منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی مین تشریف رکھیے۔ دعوت قبول فرمایئے۔ فقیرون پر کرم کیجیے۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لایئے۔ تو ایک ادائے دلربا کے ساتھ تیکھی ہو کر بولی کہ واہ یہان رہنے کی وجہ۔ ہم ابا کے پاس جاتے ہین چہ خوش۔ آپ اُڑان گھائیان بتاتے ہین۔ بے بس اب رخصت۔

سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ؎

یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیکے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رلا چلے

سیٹھ جی۔ یہ رخصت کا لفظ کیون گھڑی گھڑی زبان پر لاتی ہو۔

مس۔ اپنے جی کی خوشی کسی کو کیا۔

سیٹھ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہی۔

مس۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہی۔

سیٹھ۔ ؎

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود	دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

مس۔ ٹھنڈی سانسین کیون بھرتے ہو ن

سیٹھ جی۔ ؎

	دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون	

ادھر ہین کارمو چھون برتاؤ ویکر بنکارتا تھا کہ وائلڈ نمبٹر مانڈ ہین وہ مزہ دکھاؤن کہ لوگ کہین سرون کے پینگ دے رہا ہے۔ میان کی ملار اور کا نھڑا اس لطف سے بجاؤن کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہے قربان جاؤن اپنے اُستاد کے جوے کی تیاری اس بلا کی ہے کہ بجاتے بجاتے ہاتھ سیدھا کردون تو معلوم ہو پھرکی گھوم رہی ہے۔ بھانے ہین وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان ہین پھریری کررہا ہے۔

قوال اپنے کمال کے زعم ہین اتراتے تھے۔ اِسوقت تو شاہ سدارنگ بھی آئین تو منھ کی کھائین۔ تان کے گولا مارون تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خان کی روح مرحبا واحسنت کہے تو سہی۔

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیون نے پانی اور دھوئین کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنون سے وہ بات کر دکھائین کہ تمام اہل محفل وجد ہین آئین۔

بھٹیاریان تخت کے چوکے پر ٹھسّے سے بیٹھی تھین کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک چمک کر گالیان بکنے لگین۔

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائین اور نظر غلط انداز سے کٹاؤ کرین۔

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر ہین سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی۔ چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے۔ لالہ نتھومل پیشوائی کو گئے نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر ورفقا گاڑی سے اُترے تو دھوم دھام دیکھکر ازبس محفوظ ہوے۔ ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیاری نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا کہ نواب نامدار

تاڑ گئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہی-

نواب- یار مال تو اچھا ہی- کھرا مال ہی- اور غضب کی صورت زیبا پائی ہے مگر یہ تو بھٹیارین سی معلوم ہوتی ہین-

نصرت- بھئی لکھنؤ کی بھٹیاریان بھی وہ نکیلی ہوتی ہین کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاے ادا ئین کتنی بانکی ہین کہ پری بھی شرما جائے-

نواب- ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہان ہین اور یہ تو بتاؤ کے طائفے ہین-

احمد- خداوند اٹھارہ انیس تو جوان جوان بھٹیاریان ہین اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے- اور قوالون مین خان صاحب ہین اور جل ترنگ والا ہے- اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے- اُسکی میا دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیگا ایسی چھوکری دیکھی نہ سُنی-

استنے مین قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور-

محفل مین گدگدانی ہے شوخی نگاہ کی		شیشون سے آرہی ہے صدا قاہ قاہ کی	

کہ دفعتہ چوبدار نے نتھو لال کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہان ہین- چوطرفہ تلاش کر آیا کہین پتا ہی نہین ملتا- کنو دن مین بانس پڑ پڑ گئے- نہ زنان خانے مین ہین نہ کوٹھی مین- نہ باغ مین- نہ چھت پر-

سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہان چل دیے- اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بےسود ابھی تک کسی کا ذہن نہین لڑتا کہ کیا واردات ہوئی- کہان چلے گئے- گھر مین بزم طرب آراستہ- ہزارہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کر ڈالے اور خود غائب- اب مالک مکان کے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو-

استنے مین تماشے والا بوڑھا انگریز آیا- اور نتھو لال سے کہا تمھارا سیٹھ ہماری مس بابا کو لے کے کہان چل دیا- اِس سوال سے نتھو لال کا جی

رنگ فق ہوگیا۔
نواب۔ (چپکے سے) کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔
نصرت۔ معلوم ہوتا ہی مس پر دل آگیا اور روپے والا دیکھکر وہ بھی پھسل گئی۔
جھمن۔ حضور بڑا جوتا چلیگا۔ خدا خیر کرے۔
صاحب۔ (بہت جھلا کر) تم نہین بتاؤ گے جی۔
احمد۔ یہ آپ جھلاتے کس پر ہین۔ ہم تو نوکر لوگ ہین۔ ہم کیا جانین یہ آپ کی زبانی سنا کہ مس بابا بھی نہین ہین۔

صاحب آگ بھبوکا ہوگیا۔ چہرہ مارے غصے کے سُرخ۔ کئی بار پاؤن زور سے زمین پر دے ٹپکا۔ اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان مین خدا جانے کیا کیا بکا کیا۔ اور للی للی غل مچاتا ہوا اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور نتھو مل کو علیحدہ لیجا کر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہے۔ سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کرین اگر مسیانا بالغ ہے۔ تو یہ تماشے والا پتھر بگاڑ دے گا۔ تم لوگ ہم سے ہرگز مخفی نہ رکھو۔ اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کر دو۔ ان دونون نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمین ذرا بھی نہین معلوم ہی کہ سیٹھ جی کہان چلے گئے۔ اور مس للی کہان ہین۔ مگر اسقدر البتہ جانتے ہین کہ سیٹھ جی نشے مین چور ہین۔ اور مس بھی سرور مین ہی۔ اتنے مین ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے اندھیرا بہت تھا مین پہچان نہین سکا کہ کون کون لوگ اُنکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو مین نے بخوبی پہچان لیا۔ اسپر نواب صاحب نے آدمی چوطرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائین اور کل اڈگرونے والون سے اپنے طور پر دریافت کرکے چپکے سے ہمین اطلاع دو۔ مگر باانیمہ سیٹھ جی کا پتا نہ معلوم ہوا۔ دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی۔ اسکے

بعد تماشے والے صاحب نے تھانے پر جا کر رپٹ لکھوا دی کہ سیٹھ گوجرمل نے تماشے کے بہانے سے ہمکو اور مس للی کو بلوایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو منشی دواسی بیہوش کر کے بھگالے گئے۔ وہ ابھی نابالغ ہی۔ اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع کے بغیر بد نیتی سے اسکو بھگا دیا۔

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک خدمتگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب نواب صاحب بہادر۔ کورنش طائفون اور قوال اور جلترنگ والون اور بھٹیاریون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیجیے۔ روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک اٹھوارے کے بعد آپ سے ملیگا۔ مگر جلسہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین ہونگا نہ سہی نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم۔

آپ کا خادم گوجرمل۔

یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اُس بُت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگا لے گئے۔ گو صاحب پر اوس پڑ گئی مگر خود بھی دھرے جائینگے۔ نواب صاحب نے ارباب نشاط اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاوے۔ اور سب نے تو منظور کر لیا مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش بر جان درویش۔

نواب۔ کیون جی لالہ نتھومل کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازک بدن چھوکری ہی۔

نتھومل۔ سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کبھی دیکھی نہین تھی۔

اتھو حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاے

عورتین تک خدا کی قسم گھورنے لگین۔

نواب - تو بس پھرے اڑا جوان مگر کسی سے مشورہ تو لینا تھا۔

نتھومل - نہ کسو سے پوچھا نہ کسو سے گچھا اور بھگ گئے۔

احمد - خداوند عالم جوانی ہاست۔

نواب - مگر فضیحتا بڑا اُڑیگا - یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہو - کوئی اسکے قلب سے پوچھے۔

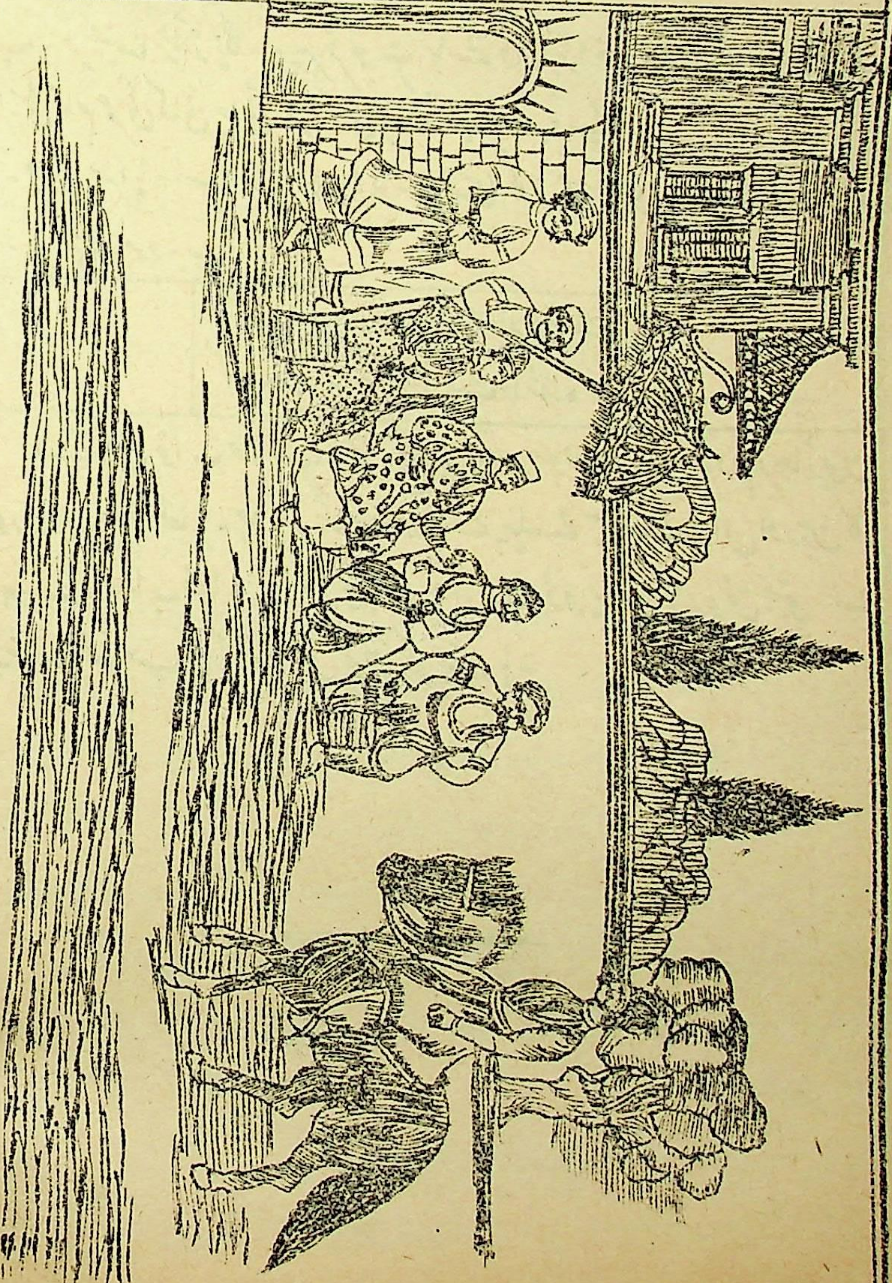
احمد - حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہو - نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا - نہ ایسے ابرو۔ ؎

	ترے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہو کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہو	

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے - ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بدھنا اُٹھایا - جل ترنگ والے نے پیالے سنبھالے قوال اور بین کار چلتے ہوے - ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈویون کو رونق بخشی - سب ہر مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا۔

دور تیرھوان

بیگو کا ٹھاٹھن



صبح کو نواب نامدار سات بجے باھر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجالائے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب کی باتین ہونے لگین۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہین لائے تھے۔ لالہ تھول تو نہین آئے تھے سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہین معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہین مگر مین نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہے آدمی جواب لاتا ہی ہو گا۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوے۔ آداب بجا لاتا ہون خداوند خان صاحب کو سلام ہے۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہے حضرت۔ آئیے۔ مگر استاد اس وقت تو باچھین کھلی جاتی ہین کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہے۔

جانور فربہ شود از نائے ونوش		آدمی فربہ شود از راہ گوش	

روشن علی نے موچھون پر تاؤ دینا شروع کیا۔ کھرے ہین واللہ کھرے ہین کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھئی۔ بتا چکے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ شاگردی کرو تو بتلائین یون نہین بتایا کرتے ہین۔ کاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوے خداوند آج سے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا۔ دیکھتے تو جائیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کر سکے تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن (نواب صاحب مسکرائے) خدا کرے آپ تاجرون کے سردار ہو جائین مگر پھر تو کاہے کو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منھ پھیر لینگے جواب نہ دینگے ہر کہ نہین۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمک حرام تھوڑے ہی ہین۔ کروڑ پتی کیون نہون مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہے بھلا۔

نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤ گے۔

روشن علی۔ حضور ایک بابو خریدا ہے۔ اہا ہا ہو۔ بابو کیا بس بجلی ہے بجلی ابرق دم۔ پری چھم۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

کھٹ پٹ کھٹ پٹ جاتا ہی کہ باید و شاید - حضور کل تک مین نے آزمایا تھا آج صبح کو چکر تک گیا - بس کچھ نہ پوچھیے - ایک کپتان صاحب شکی دور کا بے گھوڑے پر آتے تھے - یابو جو سامنے سے نکل گیا تو دلگی چلانے لگے لیکن حضور قربان جاؤن اپنے یابو کے ہوا ہو گیا - واللہ حق تو یہ ہے کہ ہوا بھی اسکے مقابل مین گرد ہے - ادھر سوار پیٹھ پر آیا اور وہ گولی بھر کے ٹپے پر ہو رہا واہ رے یابو - ٹانگھن کیا بلا ہے بے در مان ہے - حضور دیکھنے کے قابل ہے -

امام الدین خان - میان ہزار مرتبہ کہ دیا کہ اتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ بھی تو کتنا - یابو کیا ریل گاڑی ہے بجلی ہی - صاعقہ ہے کہنے لگے کپتان کا شکی پیچھے رہگیا -

جھمن - خداوند واللہ ہے کوئی لدو ٹٹو ہو گا کسی بھٹیارے وٹیارے کا - کہنے لگے ہوا ہے - اور بلا ہے اور بجلی ہی اور یہ ہی اور وہ ہے - کبھی بابا راج سواری رکھنا نصیب ہوا تھا - بھلا لائیے تو اس یابو کو -

روشن علی - قسم خدا کی جی چاہتا ہی کہ اپنا منھ پیٹ لون -

نواب - فوراً فوراً - چوکو نہین -

جھمن - کون! جو یہ اپنا منھ پیٹ لین نہ تو مین قائل بھی ہو جاؤن -

روشن علی - واللہ اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہی کہ منھ پیٹ لون -

جھمن - پھر تامل کیا ہے لگے ایک دو ہتھڑ -

نواب - ہان صاحب تو یابو کیا ریل گاڑی کا جواب ہی -

امام الدین - اور خریدا کتنے مین تھا -

جھمن - کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا -

روشن علی - ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگوں کی خوشامد کرتے ہوتے - اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے ـــــ

نواب - کہیے تو غلام مسند چھوڑ دے -

حاضرین - اعجاز حضور اعجاز -

امام الدین - خوب کہی - واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہا نہ گیا -

نواب - ابھی جاؤ اور ابھی وہ یابو لاؤ -

روشن علی - خداوند اگر حضور پسند فرمائین تو حاضر ہی مگر اس مین دو آدمی شریک ہین ایک غلام اور دوسرے تنکر سہاے -

نواب - تنکر سہاے کون -

روشن علی - حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے - اب گھوڑون کی سوداگری کرتے ہین -

جھمن - لائیے یابو لائیے تو سہی -

روشن علی نے کہا خداوند اب گیارہ بجینگے - گیارہ نہین تو دس تو ضرور ہی بجینگے - اور چکر تک چکر لگا چکا ہو - شام کو حاضر کرونگا - مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس شہر کا کوئی یابو اُسکے مقابلے مین ٹھہرے تو جو کہیے وہ مین ہارون ورنہ میان جھمن پر جرمانہ ہو - جھمن نے کہا درست - ہام پہ شیر ہین - اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہین اُنکی کچھ نہین کہتے اور غریبون پر شیر ہین -

امام الدین - بھئی کیون لڑواتے ہو - بس تمھاری انھین باتون سے تو روشن علی کو تم سے نفرت ہو - ہو نہ میان روشن علی -

روشن علی - اجی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو -

نواب - جی اور کیا سگ زرد برادر شغال -

روشن علی نے کہا مین جاکر ابھی لے آؤن - ۶ -

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	

دیکھ لیجیے نہ - اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ

ورنہ روشن علی سرخرو۔ اور جھمن کا منھ کالا۔ یہ بات واجبی کہ نہیں۔ یہان تو یاران چرب نہ پیران دغابازی۔ اور یہ بات تو کوئی ایسی نہیں کہ جس کا ثبوت مشکل ہو۔ آج شام کو دو گھڑی دن رہے کسوالاونگا چاہے حضور سوار ہون چاہے میان جھمن۔ بڑے شہسوار کے بچے بنے ہین۔ قلعی کھل جائیگی۔

جھمن نے کہا اچھا سیر صاحب بہت نخرے بگھار رہے ہو قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی۔ مین راجہ پرتھی سنگھ کا یابو کسوالاؤ نگا چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھین تو کیونکر آپ کا یابو نکل جاتا ہے۔ نواب صاحب نے کہا ہم نے وہ یابو دیکھا ہے بیٹھک ہوا ہے۔ اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹانگھن اس سے نکل جائے ورنہ امید تو یہ ہے کہ وہ یابو اس کے چھکے چھوڑا دے۔

روشن علی۔ فہمیدہ خواہ شد۔ مین تو دعوے کرکے کہتا ہون کہ آدھ میل ریل تک کے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسی کو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پاسکے۔

نواب۔ صاحب نے کہا واہ رے یابو۔ بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور سے تو نہین بنا ہے اسیر صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلائے۔ دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کھل جائے گا۔

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے۔ شنکر سہائے سے کہا بھئی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جو اس یابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے۔ کسی نے کہا یابو کیا ریل گاڑی ہے۔ کوئی بولا بجلی ہے۔ کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہے۔ جان عذاب مین ہو گئی یار آج دو گھڑی دن رہے بچلو تو وہ سب روسیاہ ہون۔ اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا یابو ہے۔ شنکر سہائے نے کہا ابھی ابھی چلو خدا کی قسم ایسا یابو دیکھا نہ سنا۔ وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے تو

تب البتہ چکرائینگے۔ ابھی جو چاہین بک دین۔ یابو کیا ایک چیز ہے۔ واللہ پیار کرنے کے قابل ہی جانور۔ ہان خوبصورت نہین ہی۔ مگر قدم تو بس ستم ہی۔ تم تو چکر تک آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیسا پایا۔

روشن علی نے کہا جب ہی تو جاکر ہم نے اسقدر تعریف کی۔

خیر۔ پانچ بجے کے وقت لالہ تنکر سہائے نے یابو کسوایا۔ روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے۔

امام الدین۔ کہیے وہ ریل گاڑی کہان ہی۔

چھمن۔ اُس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے۔

روشن علی۔ اب آپ فرمایئے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگھن کہان ہی۔

چھمن۔ موجود۔ مستعد۔

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ مین جاکر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور پکی سڑک پر دونون یابو آئے۔ ایک نے کہا این! ماشاء اللہ دوسرے نے کہا ارے! اسی کی اسدرجہ تعریف کرتے تھے۔ تیسرا بولا لاحول ولاقوۃ شاید ع

	شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار	

صورت حرام جنور ہی۔ گدھا ہی یابو۔ میان روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی۔ میان روشن علی اور چھمن سڑک پر گئے ادھر یہ اُدھر وہ سوار ہوے۔ نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوے اُدھر نظر سے غائب۔ یابو ہوا ہو گیا۔ چھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہین پاتا تھا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

امام الدین۔ اہو ہو ہو۔ وہ پہونچا یابو۔ اُس باغ کے وہان پر۔

تراب علی۔ بجلی کی ایسی تیسی۔

تہور - مگر روشن علی میان جمے بھی خوب ہین - دوسرا ہوتا تو اب تک گر پڑتا منھ کے بل -

رہرو - واہ واہ کیا بوہر - پری ہر پری -

دوسرا رہرو - ہم نے تو آج تک ایسا جانور نہین دیکھا تھا -

امام الدین - حضور نظر ہی نہین آتا -

تراب علی - میان جھمن چلے آتے ہین -

نواب - میان - منھ کی کھائی نہ - بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیون -

تراب علی - خداوند ایسا بوا ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہین -

تھوڑی دیر کے بعد میان جھمن واپس آئے نواب نے پوچھا کہو واپس آئے - جھمن نے کہا خداوند سچ مچ ریل کا دادا ہے - آ تو وہ کچھ ٹھکانا ہی اللہ رے قدم -

نواب - تمھارا بوا اسکے مقابل مین گدھا ہی -

میان روشن علی بھی کھٹ پٹ کرتے آئے -

روشن علی - میان جھمن سلام -

جھمن - بھائی سخت خفیف ہوئے -

تراب علی - ہات تیرے کی -

روشن علی - امام الدین خان کہان ہین -

امام الدین - شاباش - بھئی کوئی انکے ڈنڈ تو ل دینا -

نواب - اب یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہائے کہان ہین - ابھی بلواؤ -

روشن علی - بہت خوب تو کسی سپاہی سے کہو ہمارے مکان سے لالہ شنکر سہائے کو بلا لائے کہ ابھی چلیے - سپاہی روانہ ہوا -

لالہ شنکر سہائے صاحب تشریف لائے - آتے ہی نواب صاحب کی خدمت مین آداب عرض کیا نواب صاحب نے جواب دیا اور یون مکالمہ کیا

نواب ۔ یہ یابو آپ کا ہی۔

لالہ ش ۔ ہان حضور۔

نواب ۔ برق ہی یابو کیا ہی۔

لالہ ش ۔ حضور اِیکے ساتھ اور کسی یابو کا چلب و شوار ہی (چلب و شوار) اِس فقرے پر نواب صاحب مسکرائے۔

نواب ۔ ہان واقعی نہایت تیز قدم ہی۔

لالہ ش ۔ حضور زود گام ہے ۔ اور کوسن منزلن بزودی ہرچہ تماتر چلت ہی۔ مانو باد صبا۔

امام الدین ۔ کہان خریدا تھا۔

لالہ ش ۔ حضور ـــــ وہ بٹیسر کے میلے پر۔

امام الدین ۔ اَیْن ! ہم نے نہین دیکھا۔

لالہ ش ۔ میلے کے بعد سوداگر لایا تھا۔ وہ وہ اسپان کہ دیکھنے سے تعلق رکھت ہی۔

امام الدین ۔ اسپان تھے اور اسپینی بھی کوئی تھی۔

لالہ س ۔ اسپین ؟

امام الدین ۔ (مسکراکر) جی ہان ۔ گھوڑی سے مراد ہے ۔ بھلا کوئی اسپچہ بھی تھا۔

نواب ۔ (ہنسکر) اسپچہ کیا معنی ؟ بچھڑے سے مراد ہی نہ۔

لالہ ش ۔ گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور اسپینی کا ذکر خیر نہین گذرا۔

امام الدین ۔ ہان نہین ہی۔ مگر بوستان جامی مین ہی۔

نواب ۔ بھلا کوئی شعر بھی یاد ہی۔

امام الدین ۔ جی ہان خداوند ۔ لالہ شنکر سہاے صاحب داد دینگے ۔ ع

یکے اسپینی بود چون حاملہ	کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اِسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا- واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو- واللہ کیا جھٹ پٹ شعر موزون کر دیا- اسپین اور اسپچہ دونون کی مثال موجود ہی- لالہ شنکر سہاے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالہ صاحب نے کہا اول بیش بہا اُستادون کی راے ہے- جون کچھ حضور دے دین تو وہ منظور- رئیسن سے چکانا چکونہ چہی- نواب صاحب نے مسکراکر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتادو- کچھ مولی گاجر تو ہے نہین کہ تم دھیلا گھٹو ہم ادھی بڑھین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کرو- خرید نا منظور ہوگا- فوراً خرید لینگے- ورنہ خاموش ہو رہینگے- لالہ شنکر سہاے صاحب بولے کہ اسپین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی- اور روشن علی حضور کے نمکخوار قدیمان خود را بیفزاے قدر ہین- جون یہ کہ دین اور آپ فرماے دین تون منظور ہی- روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم خود نپٹ لو- گر شنکر سہاے کی سمجھ مین نہ آیا- روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی- روشن علی نے گردن جھکالی- بتاؤ بھئی- ارے میان بولو- جی کیا عرض کردن- بتاؤ جی شنکر سہاے- شنکر سہاے نے کہا جون مرضی- اِسپر روشن علی بہت ہی جھلائے- جون مرضی- جون مرضی اِسکے کیا معنی- جون مرضی کیسی- صاف صاف کیون نہین کہ دیتے کہ بھئی اسقدر لینگے- امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون-

روشن علی اور شنکر سہاے کو علحدہ لے گئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا- ساجھا ہی دونون کا- اچھا تو ایک قیمت تجویز کرلو- اور کہ دو کہ اِس سے کم نہ لینگے- دوسوا دونون نے قیمت بتائی-

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیرو مرشد اِن دونون کا ساجھا ہی- اور ابھی اِسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپکے نزدیک یہ یابو کہان تک لے تو اچھا-

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم ویقین مین اگر سات سو تک بھی ملے تو برا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہی۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہی۔ جھمن آدمی بڑا کائیان ہی۔ یہ روشن علی سے ملگیا ہو تو عجب نہین پر نفی سنگھ کے یابو پر جھمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کرلی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان تو کر لیجیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اِس راے سے اتفاق کرلیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی والے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے چالیس قدم کے بعد روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی انتہا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

جھمن۔ خداوند پیار کرنے کے قابل ہے۔ آندھی ہے آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لدو ہے مگر سیرت۔ سبحان اللہ۔

شنکر سہاے۔ حضور لوگون کی قدردانی ہی۔

امام الدین۔ اور فیض دانی نہین ہی۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہی سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو اتنی عمر آئی ہے

قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہی اور کسقدر تن کے چلتا ہی کہ واہ جی واہ۔

یابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگھ کا یابو اس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جا کر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ یابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگھ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپے کو خرید ا تھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خرید ا ہے۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ وہ یابو چھ سو کا ہی تو یہ کم سے کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا بھئی اسی وقت روپیہ گنوا دو اور اصطبل مین بند ھوا دو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ ہین تو شنکر سہاے سے کہا کچھ سڑی ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو کیے ہوتے۔ اے لعنت خدا کی پھٹے سے منھ۔ دو سو روپیہ اور یہ یابو۔ مگر شنکر سہاے نے قیمت کا بڑھانا منظور نہ کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے اور یابو اصطبل مین بند ھ گیا سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس یابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگھ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین۔

نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو عش عش کر گئے یوروپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے یابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس یابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نواب صاحب بھی دو ایک

بار سوار ہوکر از بس محظوظ ہوے۔ کہ واہ یابو کیا عجائبات سے ہے۔

روشن علی نے سو روپے جو پائے تو پچاس کا غلہ خریدا۔ اور پچاس روپے مین مکان کی مرمت کی۔

اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سینے کہ ایک روز امام الدین خان اُسی قدمباز یابو پہ سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر جلتے ہین جنے یابو کو دیکھا عش عش کرنے لگا واہ کیا قدم ہے۔ قدم کیا انجن ہے انجن۔ اہو ہو ہو۔ اے سبحان اللہ۔ یہ گیا وہ گیا۔ ہوا ہو گیا۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اِس یابو کو دیکھتی تھین جنٹلمین اُنگلیان اُٹھاتے تھے میان امام الدین خان سنتے بیٹھے ہین۔

اسٹیشن بھر مین اس یابو کی دھوم مچ گئی۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے۔ ایک صاحب آئے۔ علیک سلیک کے بعد فرمایا۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہی۔ اور کہا ہے کہ یہ یابو ہمین ازبس پسند ہے۔ جو قیمت آپ فرمایئے نذر کیجائے۔ اور جو آپ کے شوق کی چیز ہی تو مجبوری ہی۔

دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس یابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علیحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے گا پہلے ہم پھر اور کوئی۔

تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا یابو پہ سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے۔ مین نے سلام بھی کیا مگر آپ تو اُسوقت ہوا کے گھوڑے پہ سوار تھے آپ سنتے کس کی تھے۔

امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہی واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ مبادا کوئی رہرو جھپٹ مین نہ آ جائے۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین مگر کسی کا ہاتھ پاؤن منھ کیون ٹوٹے۔ اِسوقت آج کہان تکلیف فرمائی۔

انھون نے کہا سرکار نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر یہ یابو آپنے اپنی سواری کے لیے خریدا ہے تو خیر۔ ورنہ اگر بیچیے تو ویسا کہیے۔ بہرکیف خریداری منظور ہے۔ امام الدین خان مسکرا دیے۔ حضرت یہ تو چھوٹے حضور کی سواری کا ہے۔ بیچنا کیا معنے۔ وہ بولے کہ واللہ کہکر مین محجوب ہوا مگر لاعلمی مین بیان کیا تھا۔ معاف فرمائے گا۔

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جاکر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین۔ پیرو مرشد کیا گھوڑا ہی۔ واہ وا واہ۔ ع

قدمباز ایسا کوئی زیر پا موج دریا ہی		سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

روشن علی۔ حضور مہندی نے اور بھی لطف مزید دکھایا۔ سبحان اللہ۔

اسپش کہ چہا زیب فزائے تن اوست		گوہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
نی نی غلطم کہ آسمان دگرست		وز رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

چھمن۔ حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا۔

تراب علی۔ ہوا ہی چاہے۔ اور ایک وہان پر کیا فرض ہے۔ شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہے۔

نواب۔ مین تو اسپر عاشق ہون۔ واللہ ہزار جان سے عاشق ہون۔

امام الدین۔ خداوندنعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آچکے۔ فلان رئیس نے یابو پسند کیا ہی جو قیمت ہو بھیج دی جائے۔ کوئی کہتا ہے سرکار نے پسند کیا ہے یابو بھیجدیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاوے۔

تراب علی۔ واہ رے یابو۔ ع

آہو شکار تیز طبیعت وفا پسند	

روشن علی۔ حضور ہمین انعام نہ ملا۔

نواب۔ تم نے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا۔

امام الدین۔ واہ حضور کیا خوب بات فرمائی ہی۔ خدا کی قسم کیا بات کہی ہے۔

تراب علی - چھپیے تو نہوگے میان -

جھمن - واه شرم چه کتی ست که پیش مردان آید -

تراب علی - بھرپور قیمت لے چکے اور انعام مانگتے ہو -

جھمن - شرم نہین آتی -

روشن علی - اجی سرکار سے مانگنے مین کیا شرم ہی - شرم کیسی -

نواب - بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین -

امام الدین - اے خداوند انگلیان اُٹھتی ہین اور لیڈیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین -

تراب علی - اِسمین کیا شک ہی -

جھمن - حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی ؎

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہے	جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش وحواس
پہونچے اِس رخش فلک سیر زمین پیما کو	نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب - عرفی نے خوب کہا ہی ؎

نہ توسن تو عرق بر زمین فرو ریزد	صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
چو تازیانہ بجنبد ہزار بحر شتاب	زچشمہ قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش ز جا بر انگیزند	بجاے گام شهور و سنین فرو ریزد
برون جهد ز حصار غرور اگر گردش	صبا بزاهد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی - حضور سنیے گا ذرا ؎

اُسکے گلگاه کی اللہ رے چھریرہ لیک	کہکشان جیسے شب یلدا مین نمایان بہ فلک
بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اُٹھنے مین ہی ابر سیاہ	توسن رفعت مین ہی اور چلنے مین چرخ اتھک
جھول پر اُسکی ستارونکا کھون مین کہا حسن	تارے جسطرح رہین رات اندھیرے مین چھلک
لے کے خرطوم مین زنجیر پھرا دے وہ اگر	اسکے دانتونکو مہ نو سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب - گھوڑے کی تعریف ہوتی تھی یا ہاتھی کی کتنے بے تکے ہو -

امام الدین - حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین -

جھمن - جی ہان - ع -

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

روشن علی - مین بھی سوچتا تھا کہ یہ گجگاہ اور جھول اور خرطوم سے کیا واسطہ؟

تراب علی - تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جائینگے -

روشن علی - خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہی - ؎

خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او بدمست
گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر میخوار مست

اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور واقعی حضرت کیا شعر ہے - سبحان اللہ گھوڑے کی تعریف پوری تعریف بیان کردی - قدم اور کاوا اور میٹھی پوئی اور ایڑن سب کی تعریف آگئی - میان تراب علی بہت ہی جھیپے -

ادھر یہ لوگ چہک رہے تھے - اور اُدھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے -

میر گلباز - خداوند آج تو ایک عجب خبر سننے مین آئی -

نواب - خیریت ہی -

میر گلباز - نہین حضور -

نواب - الٰہی خیر -

امام الدین خان - بتاؤ میر صاحب - جلد بتاؤ - از برائے خدا جلد بولو - کہین وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہی -

میر گلباز - جی نہین -

روشن علی - اجی اسکی اب کیا فکر ہی -

میر گلباز - خداوند یہ یابو منحوس نکلا -

نواب - کیون -

امام الدین - کیا -
جھمن - منحوس ! -
میر گلباز - جی ہان منحوس - منحوس - بلکہ اور اس سے بھی زیادہ -
نواب - آخر وجہ - منحوس ہونے کی وجہ -
میر گلباز - خداوند یہ مال مسروقہ ہی -

نواب صاحب کانپنے لگے - یا خدا مدد - مال مسروقہ ! مال مسروقہ ! چوری کا مال - خدا بچائے - یہ چوری کا مال کیسا - روشن علی یہ کیا کہتے ہین روشن علی کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - ع

	کاٹو تو لہو نہین بدن مین	

چپ - تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا - بولو صاحب بولو آخر یہ چوری کا مال کیسا ہے - کسنے چوری کی - میر صاحب آپ نے جو کچھ سُنا ہے بیان کیجیے -

میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو ضرور معلوم ہو جاتا ہی -

کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہردوئی کا ایک چور آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہے ہوش اُڑ گئے مین نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہی - کہنے لگا نہین - زندہ جیتا جاگتا مال ہی - آئین یہ زندہ مال کیسا کیا کسی نے بردہ فروشی کی ہے - مسکرایا - کہا ایک ٹانگھن نواب صاحب نے خریدا ہے - پوچھا کیا چوری کا مال ہی - اُسنے کہا دو چار روز مین خود ہی معلوم ہو جائے گا حضور یہ یابو ایک راجہ کا ہی - ترائی کے راجہ ہین - نیپال والے نے اُنکو تحفہ کے طریق پہ بھیجا تھا - کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول لیگیا یہ وہ ہے یابو ہے خداوند - اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہے -

اتنا سُننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس خیر باد کہہ گئے۔ مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہی۔ امام الدین خان نے کہا اس مین کیا شک ہی۔ حضور جرم ساجرم ہی۔

نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ بابو تمکو کہان ملا۔ روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے۔ خداوند ———— حضور کیا عرض کرون حضور ———— مین تو برسون سے

نواب۔ اَئین! نالائق۔ بات کا جواب نہین دیتا۔ واہی بتاہی بک رہا ہی۔

روشن علی۔ خداوند اگر میری سازش ہو تو توپ کے مہرے اڑا دیجیے غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو۔ چوری سے منزلون دور رہتا ہون مگر اسوقت یہ خبر سنی تو ہوش اُڑ گئے۔

نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہے کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا۔ کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ بابو تم نے کہان سے پایا۔ روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا۔

امام الدین۔ صاف صاف بتاتے کیون نہین۔

تراب علی۔ آخر اب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو کہ ماجرا کیا ہی۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو اُس دن آئے تھے۔ شنکر سہاے کو بلواؤ اور پوچھو کہ بابو کہان سے لایا۔ کس سے خریدا اور کہان مول لیا۔

امام الدین۔ ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت۔ شنکر سہاے کا پتا لگاؤ۔ ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے۔

روشن علی۔ ہاے افسوس۔

چھمن۔ اب افسوس کیے سے کیا ہوتا ہے۔ پہلے نہ سوچے چور سے یارانہ پیدا کیا بابو بیچا اور اب باتین بناتے ہو۔ کیون جیجہ بڑے بدذات ہو۔

نواب صاحب اسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ اِنسے مشورہ لین اور انکی صلاح کے مطابق چلین تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اسوقت کمال رنج ہو واسدہ دیا جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سُن چکا ہون یہ بابو ترائی کے ایک راجہ صاحب کو نیپال والون نے دیا تھا۔ چودہ سو روپے کا ٹانگھن ہے۔ چور تو آپ جلنیے ایک اُستاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہاے ایک شخص ہو اسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہاے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو مگر چور پھٹے حالون تھا۔ ستر روپے کو کوڑے کیے اُنھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان اُنسے اور شنکر سہاے سے بڑا یارانہ ہی اُنھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہے مگر چوری کا ہے۔ مصاحب نے کہا سڑی ہو چلو اپنے نواب کے ہاتھ ٹھیل ڈالین۔ دو سو روپے کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت بُرا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی راے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہے۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہی۔ مگر تعجب ہی کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور سید روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اُس چور سے سازش کر کے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھاے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہی۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ بکمال محجوب ہوے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جس نے جو اینڈی بینڈی کہی سُن لی۔

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سُنانے۔ خداوند جو نمک کھاکے آقا کو دھوکا دے اُسکا منھ نہ دیکھے۔ نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہین چور دغاباز ومیئوار بے ایمان سب بہتر مگر نمکحرام سب سے بُرا رفقانے بآواز بلند کہا سچ ہے سچ ہے۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہے میان جھمن۔

روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سُنا کیے لب تک نہ ہلائے۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اِتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آے علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہی۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھائے ایک مخمصے مین پڑگئے وہ یابو جو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اِسی کا جھگڑا ہے۔ بلاے جان ہوگیا دو دن بھی سوار نہین ہوے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اس مین کیا ہے۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہے۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بکوایا یہ اِن بزرگوار کے ہتکھنڈے ہین۔ اب فرمائیے کس کا اعتبار کرین۔ دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چار پیسے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس مین اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیا ہوگا۔ آپ سب صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین ہین۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔

نصرت الدولہ۔ ہماری تو صلاح یہ ہے کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہاے نامے میرے ہاتھ یابو بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا مین کیا جانتا تھا

کہ وہ چور ہے۔ بابو کو قدمباز پاکر مین نے خرید لیا۔ اگر مجھے معلوم ہوکہ مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرأت نہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا خاص مصاحب مجھے چکمہ دیگا۔ اب سُنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونے والی ہے۔ لہذا مین خود آیا۔ کہ سچا سچا حال عرض کردون میرا اس مین اصلا قصور نہین۔ مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ۔ مگر اتفاق وقت۔ کھا گیا غچا۔ اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن۔ جرمانہ جو کہیے داخل کردون۔ اسمین عذر نہین۔ اور عذر کرکے کیا بچ سکتا ہون اتفاق سے ایک حرکت ہوگئی کیا کیجیے۔

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب تینون آدمیون نے پسند کیا۔

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے پوچھیے دیکھیے اسکی کیا راے ہے۔ پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہی آپ کی کیا راے ہے۔ دو چار اہلکارون سے صلاح لیجیے۔ پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جاکر دریافت کرتا ہون۔ آپ گھبرائیے نہین خدا نے چاہا کچھ بھی نہو۔ اور آپ رئیس ہین۔ آپ پر یہ شک تھوڑا ہی ہوسکتا ہی کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا۔ لاحول ولا قوۃ کیا مجال کبھی نہین ہوسکتا۔

نواب۔ آپ مہربانی کرکے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے وہ کیا کہتا ہی۔

جگت سنگھ۔ ابھی چلا وہ میرے دوست ہین۔

نواب۔ اگر ———— سمجھ گئے نہ آپ۔ ہان۔

جگت سنگھ۔ اے لاحول۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ وہ بڑے متدین آدمی ہین۔

نواب - خیر - آپ کو اختیار ہی - ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہو گیا - کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی - اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اُڑاتے - اُنسے کچھ کہتے اِن سے اُنکے کچھ کہتے - خائف تو حضرت ہین ہی - جو چاہتے خاطر خواہ رقم اُڑاتے اور چین کرتے - مگر اب سونے کی چڑیا اُڑ گئی - ہاتھ مل کے رہ گئے - افسوس صد افسوس - یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا

نامعقول - واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی - ہاے ستم -

نواب - امام الدین خان جانا نہ کہین اسوقت -

امام الدین - نہین حضور - بھلا جانے کا موقع ہی کہین -

جھمن - خداوند جائینگے کہان - بیٹھے روشن علی کو دعائین دے رہے ہین -

تراب علی - جی ہان - ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین - گویا کچھ جانتے ہی نہین -

جھمن - اے لعنت ہی پھٹے سے منھ -

میر محمد محسن - اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بدتمیز ہین آپ کے رفیق - صریح جانتے ہین کہ اسکے آقا بیٹھے ہین - اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین - کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے منھ - انتہا کی بدتمیزی ہی لاحول ولاقوۃ - ؎

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست	بکشورے کہ درو کودکان خدا ندانند

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب بُرا نہ مانیے تو اسقدر دریافت کرون کہ اس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا - انصاف سے کہیے گا - میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر	کہ ہرگز نیاید زپروردہ عذر

نواب۔ اے سبحان اللہ۔ ایک اور بے تکی اُڑائی یک نشد دو شد۔
میر صاحب۔ اے حضرت مطلب یہ کہ قدموں کو تو آپ منھ نہین لگاتے اور ایسے ایسے نمک حراموں کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپ کے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔
میر گلباز۔ خداوند آداب عرض ہی۔
میر صاحب۔ اخاہ۔ آپ ہین۔ واہ واواہ۔ نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تکلو خبر بھی نہو۔
میر گلباز۔ خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔
میر صاحب۔ اجی بس جاؤ بھی۔
میر گلباز۔ حضور کے قدمون کی قسم میر صاحب۔
نواب۔ ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی۔ آنکر۔
چھمن۔ اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔
منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔
انسپکٹر۔ آیئے حضرت کہان رہے۔ اللہ اللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی۔
جگت سنگھ۔ جی ہان علیل تھا۔ بخار آتا تھا۔ اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی ہی بڑی بیماری اُٹھائی۔
انسپکٹر۔ اب کی فصل بہت خراب ہی۔ خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جابجا چھیٹر چھاڑ ہی۔
جگت سنگھ۔ خدا مالک ہی۔ اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون۔
انسپکٹر۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ فرمایئے۔ کیا کوئی واردات ہوگئی۔
جگت سنگھ۔ ہان۔ مال مسروقہ ایک شخص نے مول لیا ہی۔
انسپکٹر۔ دھرا جائیگا کوئی امیر اور شریف ہی یا کوئی اُٹھائی گیرا۔
جگت سنگھ۔ رئیس اعظم۔ نواب زادے۔ بڑے باپ کے بیٹے ہین۔

انسپکٹر۔ اخاہ۔ سمجھ گیا۔ وہ جو آپ کے دوست ہین نواب صاحب نہ دو سو کو دو ہزار کا بابو خرید لیا۔ کیا دل لگی ہے۔ واہ۔ اور وہ جو اُنکا مصاحب ہی بدمعاش اُسنے چور کو اپنے گھر پر ٹکا یا۔

جگت سنگھ۔ اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا۔ اگر جرم ہوتا تو آپ سے کہتا کون بھلا۔ کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہون۔

انسپکٹر۔ کچھ ہونا نہین ہی۔ خاطر جمع رکھو۔ کیا مجال جو بال بھی بیکا ہو۔

نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا ابکی بیڈھب پھنسے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کر کے جان بچی مگر اس مقدمے سے چھٹکارا معلوم۔ اِتنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ خریدنے کا مجرم۔ ڈوب مرنے کی بات ہے۔ رفیق سے کہا کسی لائق بیرسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اِسکے مطابق عمل مین لاؤ مگر ایسا نہو کہ کہین ہمین عدالت جانا پڑے۔ سُنا وہان کٹھرا ہوتا ہے۔ اس مین مجرم بند کیے جاتے ہین۔ غضب ہی بھئی۔

امام الدین خان نے کہا حضور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اللہ بچانے والا ہے۔ وہی بچائیگا۔ مگر حضور یہ تو غلام ذمہ کیے لیتا ہے کہ کٹھرے مین نہ جائیے گا۔ کرسی حضور کو دلوائین کسی نہ کسی ترکیب سے تو سہی مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہے کہ عدالت تک جانا پڑے رئیس زادے اور عدالت دیکھین۔ اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہے غلام کو رخصت ہی کیجیے۔ تراب علی اور جھمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہون دیکھین صاحب کی راے کیا ہی۔

تراب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو۔ کیا معلوم جگت سنگھ وہان تک گئے بھی کہ باتین ہی بناتے تھے۔ بڑھ بڑھکر دو دو باتین منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی مگر اپنی اور بات ہے خداوند

اور خوب یاد رکھیے۔ جگت سنگھ کے چاہے لاکھ دوست ہوں وہ ممکن ہی نہیں کہ بے لیے دیے مطلب نکل سکے۔

اب سنیئے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی حالت میں کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی مجرم سے دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا قسم کھائی کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو آدمی نہ ہاتھ سے چھوڑونگا۔ رشوت لینا یک قلم چھوڑ دونگا۔ بری ہو گئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا خیال رکھا کسی سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ مصاحبوں نے انسپکٹر کی ملاقات رشوت دینے اور مال چیرنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر کے ہاں تو پیچھے جائینگے آؤ پہلے تھانے ہی پر چلے چلیں۔ امام الدین خاں سوچتے تھے کہ انسپکٹر کو بالکل گانٹھ ہی لیں۔ صاف صاف سمجھا دیں کہ ہمارے رئیس بھولے بھالے آدمی ہیں تم ذرا ادھر اُدھر ڈانٹ ڈپٹ بتانا واللہ کانپ اٹھیں۔

تراب علی بولے خداوند اب اسوقت تو ہم پہلے پولیس والوں سے ملینگے۔ پھر وہاں سے جائینگے بیرسٹر کے ہاں۔ اور کسی وکیل سے بھی ملاقات کرینگے۔ حضور آپ اک ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان معاملوں میں استقلال ضروری امر ہے۔

نواب صاحب اسدرجہ پریشان اور سراسیمہ ہوئے کہ بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو سنانا شروع کیا۔

جھمن۔ حضور وقت تو نہیں رہیگا۔ مگر بس بات رہجائیگی۔ اسوقت تو ہم روشن علی کی جان و مال کو دعائیں دیتے ہیں۔ یہ سب انھیں کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہیں خداوند اسوقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

تراب علی - ہان چاہیے تو ضرور -
نواب - مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہو امین - فوراً حکم دے دو آدمیون کو -
امام الدین - بہت خوب حضور -
چھمن - تہوڑ کو بلا لیجئے -
امام الدین - مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے -
اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہی - شہر بھر مین ٹکڑا
مچا ہوا ہو کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا -
نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ انسے پوچھو - (روشن علی کیطرف اشارہ
کرکے)
حاتم علی - پیر و مرشد - کیا عرض کرون - کیسے حضرت - اجی حضرت - میان روشن علی
تم سے کہتے ہین -
روشن علی - (گردن نیچی کرکے) ارشاد -
حاتم علی - یہ کیا ہوا کیا - وہ لالہ کہان ہین - جو مالک بنے تھے بتاؤ
چھمن - اجی ان دونون کی سازش تھی -
حاتم علی - اس مین کیا شک ہی - مگر بڑی بڑی بات ہو تکرار ابھی تو رکتی -
چھمن - میرے دل کی بات کہی -
روشن علی - بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی -
نواب - تمھین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین - تم تو خود مالک بنکے آئے تھے - تم تو کہتے
تھے کہ ہم دونون کا پایہ ہی - آدھی آدھی قیمت دونون لینگے اور اب ننھے بنے
جاتے ہو -
امام الدین - جی ہان اور افسوس تو یہ ہی کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب
ہو کہ نہین - کچھ تو بولو میان روشن علی -
چھمن - اب یہ بھاگنے ہی والے ہین -

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جا کر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہاں ہین۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہین۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے ہین۔ یہ دونون انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپکے پاس سرکار نے بھیجا ہے کہا ہے آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے مین اگر آپ کوشش کرین تو ہم بڑے شکر گذار ہونگے۔ اور آپ کا منھ بھی میٹھا کر دینگے انسپکٹر صاحب کا چہرہ مارے غصے کے سُرخ ہو گیا امام الدین کو غور سے دیکھا اور کہا بجا ہے نواب صاحب سے کہہ دیجیے گا کہ آپ کی ریاست کا مقتضا یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ مین کمال مشکور یاد آوری ہوا مگر میرے امکان مین کیا ہے۔ کچھ بھی نہین اور یہ بھی کہہ دیجیے گا کہ اس مقدمے مین کچھ بھی ہونا نہین ہے گھوڑا واپس کرنا پڑے گا۔ بس اور یہ کوئی مشکل بات نہین۔ گھبراہٹ بیکار ہی۔ استقلال سے کام لیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل مین سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہہ دین تو ہم سے بڑھ کے احمق کوئی نہین ہم تو جا کے یہی کہینگے۔ کہ انسپکٹر صاحب نے بات تک نہ کی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات ازبس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہو کر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای توبہ۔ اجی چلو وکیل کے پاس چلے چلین۔ دیکھتے تھے کیسا خفا ہو گیا آگ بھبوکا۔ لینے دینے مین ہین نہین شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہو مگر ہمارے نزدیک بے فیض ہین۔

امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ کہنا خبردار جو کچھ بھی کہا ہو۔ ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر الو ہی نہین۔ تراب علی نے کہا کچھ خیر ہے۔ مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہی ہُونھ بگاڑنے کی ایک ہی کہی۔

وکیل کے مکان پر پہونچے تو امام الدین نے انسے کل حال کہا۔ کچھ سوچکر وکیل نے یون جواب دیا۔

مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہی۔ ہزار کا مال دو سو روپے کو کس برتے پر خرید لیا۔ ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے کہ سوداگر کبھی ہزار کا مال دو سو کو نہ بیچیگا اگر لالہ شنکر سہاے کو سوداگر سمجھے تھے تو بارہ چودہ سو کا یا ہو دو سو روپے مین کیونکر خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس مین اطلاع کرکے کیون نہ لکھایا۔ کوئی جواب نہین۔ جرم بخوبی ثابت ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے ہین کہان۔ اُنسے کل امور دریافت کیے جائین تو بات بنے یہ نہ کہتے پھرے کہ دو سو کو خریدا۔ جو کوئی قیمت دریافت کرے کہیے پانچ سو کو خریدا مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا۔ سب صاحبون سے کہ دیجیے کہ پانچ ہی سو بتائین۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ جو راے اقدس ہو۔ مگر اب عزت آپ کے ہاتھ ہے۔ عمدہ صلاح دیجیے گا۔ اور جو کچھ آپ فرمائین اُسکے مطابق عمل مین آئے۔ باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا۔ جو فرمائیے حاضر ہی۔

وکیل۔ ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہی۔

امام الدین۔ دو سو روپے حاضر ہین۔

وکیل۔ مین تین سو روپے سے کم نہ لونگا۔

امام الدین۔ حضور کو اختیار ہی۔ بالفعل دو سو یہ لیجیے۔ اور پچاس اور حاضر کرونگا

وکیل کوئی اور وکیل تو نہین ہی۔

امام الدین۔ حضور نواب صاحب کا حکم ہی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو۔ حضور ہی کسی کو تجویز دین یا حکم ہو تو مین جاؤن۔

وکیل۔ دو بیرسٹر تو مفصل مین ہین آج کل۔ ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین۔ اور وہ جو وہان رہتے ہین۔ حضرت گنج کے اسطرف انسے مین نہ کہونگا لیکن اگر اُنکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد۔ مجھے عذر نہین۔ آپ اسوقت اُنکے ہان جائیے اور کچہری مین مجھ سے ملیے۔

امام الدین۔ بہت خوب یہ دو سو کسکو گن دون۔

وکیل۔ قائم علی یہ روپے گنوالو۔

امام الدین خان نے روپے گن دیے۔ چلتے وقت کہا حضور دس روپے ہمکو بھی اسمین سے دیجیے۔ ہمارا بھی حق ہی۔

وکیل۔ اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے۔

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے سمجھیے۔ ہم تو جیسے آپکے نوکر ویسے نواب صاحب کے۔ اور حضور آپ ہی لوگون کے ذریعے سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین۔

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا۔ مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے۔ وکیل نے دس روپے گنوا دیے۔

امام الدین خان نے پیسے اور رخصت ہو کر چلے۔ اثنا راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوچبین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا۔

امام الدین خان گاڑی پر سے اُترے۔ تراب علی کو بھی ساتھ لیا۔ اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو۔ بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہی۔ آئیے امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف لائے۔ دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوے ساتھ پیچھے دو تین گھوڑوں پر مختار لوگ سوار۔ چپراسی نے آنکر کہا حضور کٹاری کے راجہ صاحب آگئے ہین۔ بیرسٹر نے ان لوگون سے کہا آپ ذرا تامل کرین۔ ہم راجہ صاحب سے مِل لین برآمدے مین راجہ صاحب سے ہاتھ ملایا کمرے مین لائے۔ وِل راجہ صاحب آپ بہت اچھے۔ ہان صاحب اچھا سب اچھا۔ اکال مٹ گیا ناہین تو جو کہین دس پانچ دن اور نہ برسے تو پھر کال پڑ جاے صاحب نے کہا ہان مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور پڑنے چاہئین۔ کہیے اس مقدمے مین کیا ہوا۔ وہ جو آپ سے اور آپ کے اس زمیندار سے لڑتا تھا۔ مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے صاحب کمشنر نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا۔ حضور غور اس مین نہین ہوا ورنہ بڑا مطلب نکلتا۔ اب دس پانچ نالشین اور بھی دغنے والی ہین اور اس مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے۔ کچھ صلاح دیجیے نہین تو بڑا نقصان ہوگا۔ آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہی۔ بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ ہمارے پاس چھوڑے جائیے۔ ہم آج دو بجے دیکھینگے۔ مختار نے کہا خداوند آپ تو یہان سے کہین چلے جائینگے ہم۔ تین مقدمے دائر تھے تینون ہار گئے اور مفت بیرسٹر صاحب مسکرائے دل ہارنے مین تعجب کیا ہے۔ ضرور ہاروگے۔ چھوٹے چھوٹے وکیلون کو مقرر کرتے ہو ہم سے مشورہ لیتے ہی نہین۔

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے۔ ہان اور کیا۔ صاحب سے پوچھو تو ٹھیک ہی بات۔ اور نہین کیا۔

بیرسٹر۔ بیشک ہمسے پوچھو ہم سب بتائین۔

مختار۔ بیشک ہم سے پوچھو ہم سب بتائین۔

بیرسٹر۔ نہین۔ اتنی فرصت ہمین کہان۔ اب پرسون آؤ۔

مختار۔ اور کل نہین۔

بیرسٹر۔ نہین۔ کل شکار کھیلنے جائینگے۔

اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جوان صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے۔ صاحب نے کہا آؤ۔ ول کدھر ہین۔ صاحب اُٹھ کر گئے۔ ایک کمرے مین دونون بیٹھے پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہ گئین۔ پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر وہان پہونچ جایئے بیرسٹر نے مسکرا کر اُنکو باادب رخصت کیا۔

امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا۔ بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو۔ یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجایئے۔ راجہ صاحب رخصت ہو گئے۔

امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی۔ چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا۔ چپراسی نے آنکر کہا چلین حضور۔

تراب علی پھر بیٹھ گئے۔ امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہی خداہی خیر کرے۔ اب شاید آج ملاقات ہو پھر دوڑنا پڑیگا —— آدھ گھنٹے تک صاحب جمے رہے۔ اُٹھنے ہی کو تھے کہ دو مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے۔

چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے اُنکو بھی بلوا لیا۔

ایک مہاجن۔ بڑا بھاری مقدمہ ہی اپکی۔

بیرسٹر۔ ہو دس بارہ لاکھ کی نالش۔

دوسرا مہاجن - دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار مین تو فرق نہین -
بیرسٹر - او - یس - بہت کم ہی -
مہاجن - کم ہی!
بیرسٹر - اپیل ہی کوئی -
مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے بلا لو - لالہ گجادھر لال
مختار عام آئے - صاحب کو سلام کیا -
بیرسٹر - اپیل ہی کوئی -
مختار - نہین حضور - ابتدائی مقدمہ ہی - اپیل نہین ہی -
بیرسٹر - اچھا -
مختار - آپ سے تو کچھ کہنے سُننے کی ضرورت نہین ہی - بس مین کل حاضر ہو جاؤن گا -
ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہی حضور کی -
بیرسٹر - (ہنسکر) - ہم حاکم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہی اچھا پرسون
آپ آئین صبح کو -
دونون مہاجن رخصت ہوئے - صاحب نے چپراسی سے کہا دل ادھا
تیار رہے -
امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا - اور
سب آئے ملاقات ہوئی ہم منھ ہی تاکتے رہے - چپراسی سے کہا واہ
صاحب سے ہمارا ابھی تو ذکر کر دو - کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو -
پھر اب کب تک تامل کیا جائے چپراسی نے صاحب سے کہا
خداوند وہ دو مقدمے والے کھڑے ہین - صاحب نے کہا
ہمکو یاد ہی -
تھوڑی دیر کے بعد ادھا آیا - صاحب باہر تشریف لائے -
امام الدین - خداوند ہم کھڑے ہین اسوقت سے -

بیرسٹر - کیا مقدمہ ہی -
امام الدین - حضور سمجھے ہوے - نواب صاحب نے ایک یابو دو سو کو خرید کیا -
سنا وہ چوری کا ہی -
بیرسٹر - اوہ مال مسروقہ - پنل کوڈ دیکھیے - دفعہ ۴۱۱ - مگر بد دیانتی سے نہ لیا ہو
ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک -
امام الدین - حضور بد نیتی سے نہین لیا تھا -
بیرسٹر - ول تو پھر کچھ پروا نہین -
تراب علی - اسکا ثبوت دینگے ہم -
بیرسٹر - اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہرین یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے
ٹھیک پانچ بجے ملو -
یہ کہکر بیرسٹر صاحب ادھے پر سوار ہو گئے اور دونون مصاحب نواب
صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر چلے - مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش
نہوے -
امام الدین - اللہ رے دماغ -
تراب علی - کچھ ٹھکانا ہی -
امام الدین - چین کرتے ہین - واللہ پانچون گھی مین -
تراب علی - ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیون امام الدین -
امام الدین - اب بیرسٹر ہو چکے -
تراب علی - جی ہان رہین جھوپڑون مین خواب دیکھین محلون کا -
امام الدین - بات تک اچھی طرح نہین کرتے -
تراب علی - جی اور کیا - بھلا ہو گی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی -
امام الدین - واہ کوستے ہو - کم سے کم تین ہزار -
تراب علی - اوفوہ - اللہ اللہ -

امام الدین - اب پانچ بجے پھر آنا ہے -
تراب علی - یار یہ تو بڑا غضب سنائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا -
امام الدین - بدنیتی کیونکر ثابت ہوگی -
تراب علی - ہاں رئیس آدمی ہیں - اور مشہور رئیس -
تراب علی - بچ تو جاوینہی گے مگر اُستاد ہماری تمہاری چڑھ بنی ہے کہ نہیں میں ہی میں لٹکتا ہے -
امام الدین - بچ نہ جائینگے تو ہوگا کیا - کوئی ایسے ویسے ہیں اور ہم تم تو قسمت کے دہنی ہیں ہی -

امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پہ پہونچے تو دیکھا کہ کمرے میں اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہیں - یا بو ہی کی باتیں ہو رہی تھیں چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کیسے وکلانے کیا رائے دی - امام الدین خان نے کہا - خداوند فضل الٰہی ہے - گھبرانے کی بات نہیں ذرا خوف نہ کیجیے وکیل کے ہاں پہلے گئے - انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - بڑی دیر تک سب حال پوچھا کیسا یابو ہے - کسکا یابو ہے - کسنے بیچا - کسکے ذریعے سے بکا - کب خریدا - قیمت کیا دی جس نے یابو بیچا وہ کہاں ہے - ہزاروں ہی باتیں پوچھیں آخر کار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہیں ہے - پھر وہاں سے بیرسٹر کے ہاں گئے خداوند بس یہاں کا حال نہ پوچھیے - کوٹھی ایسی سجی سجائی ہے - کہ باید و شاید - باتیں ہوتے ہی تھیں کہ ایک راجہ صاحب آئے - ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے اب آنسے بولیں یا ہم سے مخاطب ہوں - پھر دو مہاجن آئے اُنسے باتیں رہیں - پھر خدا جانے کون کون آیا - مگر سب امیر کبیر - سب رئیس نادے اور روپے والے ہم باہر ٹہلتے رہے - اتنے میں چپراسی نے آنکر کہا کہ صاحب آتے ہیں - آپ چلے نہ جائیے گا - آئے گھنٹے بیٹھ

کرتے ہوے۔ دل کیا مانگتا ہے: عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہی حضور کا نام سنتے ہی کرسی وہی اندر سے گئے۔ بٹھایا سب حال پوچھا آخر مین کہا کہ کچھ ہونا نہین ہی ۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اِتنی عمر آئی۔ ہزارون گھوڑے اور بابو اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور فنسین اور ہوادار خریدے مگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا نہین ہی مگر بدنامی تو ہی۔

منشی کرپارام صاحب نے کہا جی نہین نواب صاحب بد نامی کیسی یہ کہیے کہ مفت کی جھنجھٹ ہی۔

نواب صاحب بولے ہان صحیح ہی۔ پریشان کر دیا۔ انتہا کا پریشان کر دیا۔ اب طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم قانون سے واقف نہین۔ حکام کا سامنا۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمین تو ابک یقین ہی کہ اور چاہے کچھ نہو جرمانہ تو ضرور ہی ہوگا ملک بے سیاست مال بے تجارت مشہور ہی۔ سیاست مُدن کے اصول ہی یہ ہین کہ جو خلاف قوانین وآئین موضوعہ واصول قانون عمل مین لائے ضرور سزا پائے۔ اب وہ تو ہی نہین کہ حبیب الدولہ بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی مجرم کیون نہو رہا کر دیا گیا۔ نجیب الدولہ بہادر کی خوشامد کی اور مونچھون پر تاؤ دیتے چلے آتے ہین۔ اب تو سزا اور جزا دونون ہین مگر جزا کم سزا زیادہ اگلے وقتون مین ذرا ذراسی بات پر شہنشاہ خوش ہو کر لاکھون کرورون دے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب کبھی سننے ہی مین نہین آتا۔ خصوصًا فرنگ مین۔ ہان اتنا ہی کہ خطاب شاہی ملتے ہین۔ نجم الہند۔ ستارہ ہند۔ کے سی ایس

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے - اِنکے ہان ذرا اخلاق کم ہی ظاہر داری گو اچھی نہو مگر لازمۂ انسانی ہی اور ضرور کسی قدر برتاؤ اسکا بھی چاہیے -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے رپ رپ کرتا آن موجود ہوا -

چھوٹے حضور بولے خدا وندا خیر کیجیو - روشن علی کا نپ اُٹھے حوالی سوالی کی نظر اُسکے جانب تھی - اُسکے بعد جمعدار صاحب آئے - حاضرین جلسہ مین سے ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بن گئی یہ ہمارے سائے ہین -

جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی اور بیٹھکر کہا - حضور یہ کیا بات ہوئی - اور وہ نمک حرام مصاحب کون ہی جسنے دھوکا دیا -

نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین - جمعدار صاحب نے کہا اخاہ آپ ہین - تو کیون نہو پھر یہ تو نفاگیے ہین بڑا شرابی ہے - ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوے تھے حضرت - خدا انسے محفوظ رکھے - اِنکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین - یہ یا بو کس کا تھا بولو -

روشن علی - اجی صاحب ہم تو چور ہو ہی گئے سارا قصور ہمارا ہی ہو کیون - مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہی کہ ہم بے قصور ہین - اللہ جانے بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین -

جمعدار - کون - اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق - صاف صاف جواب دو - وہ کون تھا جو یا بو لایا تھا -

روشن علی - ایک شخص ہی -

جمعدار - تقریر کو سینے - ایک شخص ہی - شخص نہین تو کیا گدھے بھی یابو بیچا کرتے ہین -

روشن علی - تو آپ بگڑتے کیون ہین -

جمعدار - اچھا تیکھے بھی ہوے جاتے ہین آپ ہین ٹھیک بنا دونگا ابھی ابھی نکم کہین کا -

روشن علی - خدا خوب واقف ہی -

جمعدار - ہم لوگ تو واقف ہو ہی گئے - خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی -

روشن علی - خدا ہی مالک ہی ہمارا -

نواب صاحب کو از بس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہی اور کچھ نہو تو اسیقدر کیا کم ہے کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عائد ہوا - یہ تھوڑا ہی - اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کر دیے تو ستم کا سامنا ہی - گو دس پانچ ہزار ہین بھی ہمارا بال بیکا نہین ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہی - اور بیعزتی بھی کیسی کہ بدنیتی سے مال مسروقہ خرید لیا - مگر جمعدار نے جو جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسی قدر ڈھارس ہوئی - حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خداوند دیکھ لیجیے گا جو کچھ بھی ہو - ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہی - لیکن روشن علی چپیٹ مین آگئے انکی خیر نہین نظر آتی - یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے - ع

گئے دونون جہان کے کام سے یہ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی -

جمعدار - شنکر سہاے کہان ہین -

روشن علی - ہم سے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہون - خدا جانے کہان گیا -

جمعدار - تم سے کہان کی ملاقات ہی -

روشن علی - ہم اور وہ شاہی مین دگلے والی پلٹن مین نوکر تھے -

جمعدار - وہ تمھارے ہان کتنے روز ٹکا رہا -

روشن علی - دس بارہ روز -

جمعدار - بابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا -
روشن علی - کہتا تھا کہ وہی پاٹن کے میلے سے لایا ہون -
جمعدار - تمھارا ساجھا کیونکر ہوا -
روشن علی - ہم سے کیا واسطہ - ہمارا ساجھا کیسا -
امام الدین - اَین - خدا سے خوف کرو - خدا سے ڈرو - لاحول ولا قوۃ -
روشن علی - کیا کچھ جھوٹ ہی - ہمارا ساجھا کیا معنی -
امام الدین - مرد خدا تم نے نہین کہا تھا کہ ہمارا اور انکا ساجھا ہی -
جھمن - اور اُنھون نے بھی اُنکر یہی بیان کیا -
چھوٹے نواب - تو یہ کہیے آپنے سچ مچ دھروانے ہی کی فکر کی تھی -
امام الدین - صاف ظاہر ہی -
جمعدار - آپ کا کچھ نہ بگڑیگا - اِنکے ماتھے جائیگی - اِنکی خیر نظر نہین آتی -
جھمن - توبہ توبہ -
حاتم علی - ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہی -
جھمن - جی اور کیا اِنکے (سبب سے) ہماری بھی ساکھ گئی -
نواب - پہچاننے والا آدمی چاہیے - یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہین -
جمعدار - جی ہان حضور - ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہین -
شیخ صاحب - مگر اہل اور رشید اور سعید -
چھوٹے نواب - روشن علی تمنے ہمین بہت بدنام کیا -

جمعدار نے کہا بابو ہمارے ساتھ کیجیے - روشن علی اٹھو تم نے بابو نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا - تمھارا چلنا بھی فرض ہے تمھین نہ چلو گے تو چلیگا کون - اور امام الدین خان کو ساتھ بھیج دیجیے -

بس بالفعل یہی کافی ہی - روشن علی نے غُل مچایا - واہ نرم زمین کے بیلدار - دُبلے کو مارین شاہ مدار - امیرون سے چلتی نہین - غریبون کے پیے

جمعدار بن بیٹھے - اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون - نہ چلنا کیا معنے چلین بیچ کھیت - یاران چوری نہ پیران دغا بازی - چلیے - مگر ہماری آہ تو ضرور اثر دکھائیگی -

جمعدار - اخاہ آپ ولی بھی ہین -

روشن علی - اب تو چور ہین - مگر اللہ بچانے والا ہی -

حاضرین نے متفق الرائے ہوکر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا قصور ہی - اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین - نواب صاحب کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زدوکوب کی نوبت آجاتی -

ایک صاحب نے یہ کہا - دوسرے نے اتفاق راے کیا - تیسرے نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپری پر رہ نہ جاتا بالکل گنجی نظر آتی - چار ابرو کا صفایا - چوتھے صاحب بولے - واللہ بند کرکے کوٹھری مین اتنا گڑ یاتا - اتنا گدیاتا اسقدر پٹتے کہ عمر بھر یاد کرتے چھٹی کا دودھ یاد آتا دل لگی نہین ہی -

شیخ صاحب - جی اس مین کیا شک ہی -

جھمن - خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھ سے اس سے تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین - مگر مین نے چاہا کہ حضور سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھیے - بس اس سبب سے خاموش ہو رہا - ورنہ پہلے ہی کہ دیتا - اور پھر یہ بھی سمجھا کہ چار پیسے حضور کی بدولت پاتے ہین بیچ مین بھانجی کیون مارون -

الغرض بابو کو لیکر جمعدار اور کانسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی ساتھ گئے -

چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جاکر سیر سشرے

کہ سُن اُو شام کو اُنھون نے بلایا تھا۔ بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آکر یون گفتگو کی۔
امام الدین۔ خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو۔ یہ ہو دہ ہی۔ ہم ایسا مقدمہ نہین لے گا۔ نواب اور رئیس ہوکر چوری کا مال خریدا۔ جرمانہ ہوگا اور بہت ہوگا وہ ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو۔ یا خالی خولی باتین ہی بناتے ہو۔ بس کیا دینگے نواب تمھارے۔ مین نے کہا جو آپ فرمائین۔ خداوند کہنے لگے تین ہزار۔ میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ مگر تراب علی نے تڑسے کہدیا کہ منظور اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پر ٹوپی رکھدی کہ حضور ذرا غور کرکے سب باتین متعلق مقدمہ سُن لیجیے۔ کہا پہلے روپیہ لاؤ حاتم علی بولے اِنکو جانے دیجیے۔ مین بیٹھا ہون۔ مگر سُن لیجیے کہ بات کیا ہوئی۔ کونسلی نے کہا ہشت۔ ہم سب سمجھ گئے۔ اب خداوند کوئی ہندوستانی ہو تو بس چلے۔ ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے۔ تو اقرار یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین۔ اور پندرہ سو پیشی کے دن۔

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دُکان مین جمع کرادیا چور کے ساتھ گرہ کٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم نلوہ اُڑا دین۔ چور کے گھر مین چور آئے۔ یہ دونون بنبولون چاٹ کے رہ جائین۔

چھوٹے نواب نے تاکید کردی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین جانے سے بچ جائین۔

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے۔ ملاقات ہوئی بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے۔ امام الدین خان کی باچھین کھل گئین دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہے جو حکم ہو پیش کرے مگر بارہ سو قبول فرمایئے۔ بیرسٹر نے کہا۔ ہرگز نہین۔ جو کہا وہی لینگے۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے سات سو روپیہ مہاجن سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز ضرور دونگا - حضور نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا -

بیرسٹر - ضرور جانا پڑیگا -

امام الدین - بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہی -

بیرسٹر - عدالت مین ضرور حاضر ہونا پڑے گا - اس سے بچ نہین سکتے -

امام الدین - حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے -

بیرسٹر - بالکل غیر ممکن ہی - وارنٹ آگیا ہی نواب صاحب کے نام -

امام الدین - معلوم نہین - تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا یا بولیگئے اور روشن علی کو پکڑے گئے پھر نہین معلوم کیا ہوا - خدا جانے -

بیرسٹر - پیشی کب ہی -

امام الدین - ابھی نہین معلوم - کوئی دن مقرر نہین ہوا - تو خداوند پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہی - کوئی بات ایسی نہین پیدا ہوسکتی کہ حاضری عدالت سے بری ہوجائین -

بیرسٹر - نہین - کوئی نہین - ایسا نہین ہوسکتا -

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوے - وکیل کے ہان آئے تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد دیے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دین گے -

نواب صاحب کے ہان تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب تو منتظر بیٹھے ہی تھے انکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہی کیا بات چیت ہوئی -

امام الدین خان - حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا - کئی کتابین الٹین پلٹین اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کہا - وَل کچھ پروا نہین - ہم نواب صاحب کو بچا لینگے - بال تک بیکا نہوگا - تم لوگ گھبراؤ نہین - خداوند مین آبدیدہ ہوگیا

والد کی قسم آنسو جاری تھے - صاحب نے کہا رونے کی بات نہین - ہم نواب صاحب کو بالکل بری کر دے گا - مگر شکرانہ ضرور دے گا - عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہین - خدا نے چاہا تو آپ کی اُمید سے زیادہ آپ کو ملیگا - مگر واسطے خدا کے بہت کچھ پیروی کیجیے تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے بھی کہ دو کہ گھبرائین نہین کچھ نہو گا -

نواب - شکر ہی شکر ہی - مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا - اِسکا جواب دو - اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان مین جان آئے - دو چار سو اور زیادہ لین چاہے مگر بری کر دین - اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور جرم سے تو ہم بری ہو ہی جائینگے مگر حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کر دین تو خوب بات ہی کوئی قانونی بحث کرین - آخر قانون دان ہین کہ بائین یا نام ہی کے بیرسٹر بن بیٹھے ہین -

امام الدین - خداوند غلام کی تو یہی راے ہی کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر حضور سوار ہون اور عدالت تک چلے چلین دم کے دم مین مقدمہ ہو جائیگا ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کیجیے - کونسلی نے کہا کہ اگر عدالت مین حضور حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جائینگے اور اگر نہ تشریف لے گئے تو جرمانہ ضرور ہو گا - سو حضور اپنی تکلیف گوارا کر لین اور وہان تک چلے چلین بس اللہ اللہ خیر صلاح - اک بس دم کے دم مین حضور چلے آئینگے بات کرتے -

تراب علی - کہتے تو سچ ہین خداوند - غلام کی بھی یہی راے ہی - جانا ضروری امر ہی - پھر مجبوری ہی اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے حضور کچھ اس طرح تھوڑا ہی جائینگے جیسے اور لوگ جاتے ہین - کیون بھائی امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہی - اور حضور کی اور بات ہی - ہی کہ نہین - حضور چلے چلین اُس روز -

نواب - اُف - غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا -

بڑی شرم کی بات ہی۔ افسوس۔ بھلا بیرسٹر سے بڑھکر بھی کوئی ہی۔ ذرا اسقدر دریافت کردو۔

اما م الدین۔ خداوندا نسے بڑھکر اور کون ہوگا۔ اور بہت سے وکیل ہین مگر ادھا ایک کے پاس نہین۔ ادھا جسکے پاس ہو بس وہی سب سے بڑھکر ہی خداوند۔

نواب۔ ہان۔

تراب علی۔ ہان حضور مین کہنے کو ہی تھا۔ ادھا بڑی علامت ہی۔

نواب۔ بھلا بھئی کلکتے مین کوئی وکیل انسے بڑھکر ہی اتنا کسی سے دریافت کردو

اب روشن علی کا حال سُنیے۔ یہ جو تھانے پر گئے تو صاف انکار۔ گویا بالکل کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ تھانہ دار نے جو پوچھا اُسکے جواب مین انھون نے انکار سخت کیا۔

سوال۔ یابو کب بکا۔

جواب۔ ہمین نہین معلوم۔

سوال۔ یابو کس کا ہی۔

جواب۔ خدا جانے۔

تھانہ دار نے سبز باغ دکھایا۔ سنو میان ٹھیک ٹھیک حال بیان کرو ورنہ اتنے بید پڑینگے کہ یاد ہی تو کروگے۔ ہمین بھی کوئی جانگلو سمجھے ہو۔ یہان عمر اسی نوکری مین گذری۔ تمھاری آنکھین کہے دیتی ہین کہ تم چور ہو روشن علی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ خیر ہونگے چور ہی ہونگے ہم۔

تھانہ دار بولے یہ ہم نہین کہتے کہ چوری تمھارا پیشہ ہی۔ مگر اس معاملے مین تمنے البتہ بے ایمانی کی ہی۔ اور اگر صاف صاف نہ بتاؤگے تو فوراً چالان کردونگا۔ منشی جی۔ منشی جی۔ حاضر۔ ارشاد۔ چالان کرو انکا۔

منشی جی نے سمجھانا شروع کیا۔ آپ کیون اپنے آپ اپنے دشمن

ہوے ہین - تبا کیون نہین دیتے صاف صاف - جو معاملہ ہو صاف صاف بیان کردو - اور نہ بیان کروگے تو ہو گا کیا - یہ ممکن نہین کہ آن کے کوئی جھوٹ بول جائے اور ہم مان لین -

روشن علی ایسے خائف ہوے کہ ساری داستان مو بمو کہہ سنائی -

سوال - یابو کس کا ہی -

جواب - باہر سے کوئی لالہ آئے تھے - اُنکو ہین نے گھر پڑٹکا یا - انھین کا گھوڑا ہی -

سوال - گھوڑا ہی کہ یابو -

جواب - اب آپ تو بداری کے سے سوال کرنے لگے - کہ گدھا ہی یا گدھی وہ گھوڑا کہا تو کیا اور یابو کہا تو کیا - مطلب تو ایک ہی ہی - خداوند -

سوال - کتنے مین بکا -

جواب - میرے سامنے تو چالیس روپے ایک دیے گئے - اور ستر ایک اور نوّے ایک دو سو کا بکا -

سوال - وہ لالہ اب کہان ہین -

جواب - وہ لے دے کے لمبے ہوے - کچھ بیدھے تھوڑا ہی تھے ہمکو پھنسا گئے -

سوال - تمکو معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی -

جواب - جی ——— چوری کا مال کیا کیا ——— ہم کچھ ———

تھانہ دار - صاف صاف بتا دو -

مخبر - ہان ہان - ڈرتے کیا ہو - کچھ تمھارا مال ہی پھر کاہے کا ڈر -

روشن علی - اب عزت آپ کے ہاتھ ہی -

تھانہ دار - سچ بولو تو خدا جانتا ہی بچا لون - مگر راست راست بے کم و کاست -

روشن علی - ہان ہمین معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی - مال مسروقہ ہی -
محرر نے کہا میان تم بالکل گنوار ہی رہے - نواب صاحب تو بچ جائینگے تم جہنم ہی دیکھوگے - اب نہ کہنا - خبردار اب صاف صاف نہ بیان کرنا - بس تم انکار ہی کرتے جاؤ - صاف انکار - تم کہنا کہ نواب صاحب نے ہمارے ہان اِنکوٹکایا - اور جو یابو کی قیمت دریافت کی جاے تو کہنا کہ ساٹھ ستر کو بکا زیادہ قیمت نہ بتانا - یہ یابو ہزار سے کم کا نہین ہی - جب صاحب مجسٹریٹ سنینگے کہ ساٹھ کو خریدا معًا شک ہو جائیگا صاف سمجھ لینگے کہ مال مسروقہ ہی - تم تلوہ بچ جاؤگے - ورنہ جو تمنے اسوقت بیان کیا ہی وہی اگر عدالت مین مجسٹریٹ کے سامنے بیان کیا تو دھر لیے جاؤگے تم انکار ہی کرتے جانا - اور قیمت ساٹھ ستر سے زیادہ نہ بتانا - خبردار خبردار - روشن علی نے کہا بہت خوب جو ارشاد ہو ہمین جو کچھ حکم دیجیے اُسکے مطابق عمل کرین -

اب سنیے کہ تھانہ دار صاحب لیتے دیتے نہین تھے - مگر محرر تھانہ ٹکا تک نہین چھوڑتے تھے - انکا قول تھا کہ (سرکاری نوکر رشوت نہ لے تو اپنے حساب پاگل) اور تھانہ دار کا قول تھا کہ (رشوت لے تو خدا اُس سے سمجھے) اب نبے تو کیونکر نبے - دونون کے دو فتن - مگر کسی موقع پر محرر نے تھانہ دار کی جان بچائی تھی - تھانہ دار اسکا بہت لحاظ کرتے تھے - جب اُنھون نے دیکھا کہ محرر کی نیت ڈانوان ڈول ہی تو وہان سے چلے گئے - اور کہا منشی جی آپ اظہار لکھ لیجیے -

منشی جی نے کہا بہت خوب - آپ جائیے - مین ابھی لکھے لیتا ہون روشن علی کو تخلیے مین خوب پٹی پڑھائی - اور حسب دلخواہ اظہار لکھے سوچے کہ بس اب نواب صاحب سے روپیہ لینا کون مشکل بات ہی چٹکیون مین جمع ہو جائے -

روشن علی - کچھ نے مروا دیا - اچھا تو ہے - ہمسے کیا پاتے بھلا یہان خود پھنسے جاتے ہیں ہین اور وہان کسی بات کی کمی نہین -

محرر - دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہے - ہمسے واحد شاہد ہون اور ہم خاموش ہو رہین - واہ یہ یہان سیکھا ہی نہین -

روشن علی - وہان امام الدین خان کی صلاح کے بغیر کوئی کارروائی نہو گی - اُنھین کو پھانسو - وہ چھوٹے حضور کے نفس ناطقہ ہین - اُنکا کہنا سننا بہت چلتا ہے - جو چاہے دلوا دے - مگر اُستاد غریبون پر نظر عنایت رہے -

محرر - اتنا ہی تو ہم مین جوہر ہے کہ غریب آزار نہین -

ایک کانسٹبل نے دل لگی دیکھنے کے لیے روشن علی کو پٹی پڑھائی کہ پاگل بنجاؤ -

روشن علی نے کہا خوب سوجھے - لو ہم پاگل بنے جاتے ہین - یہ کہکر حضرت نے ہانک لگائی -

خواجہ غلامی را بطلب انگور فرستاد - طپیدن سوختن بر خاک وخون غلطیدن - بقربانت روم -

محرر تھانہ نے چالان کا نقشہ دکھایا تو آنکھین کھل گئین - روشن علی دل مین سوچنے لگے کہ اب خیریت کسی طرح سے معلوم نہین ہوتی ہے - یا خدا خیر کیجیو کہنے لگے - اور یقین کامل ہو گیا کہ اب نجات کسی طرح نہین ہے -

چالان روشن علی کو دکھا یا گیا - ہوش اُڑ گئے ہاتھ جوڑ کر کہا بھائی واسطے خدا کے بچالو - اب تمھارے سوا کوئی نہین جس سے مدد لین -

محرر نے کہا بس تم صاحب کے سامنے وہی کہنا جو ہم نے سکھایا ہے

استنے مین امام الدین خان نے ایک آدمی تھانہ دار صاحب کے پاس بھیجا

تھانہ دار نے کہا محرر تھانہ کے پاس جاؤ - محرر نے علحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی بالکل اِنکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل دون -

امام الدین خان نے چالیس روپے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور روپیہ بھی نذر کرونگا - اظہار بدل دیجیے - چالیس روپے لیکر کہا بس اچالیس ہی واہ مگر خیر - کہ دینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین - آدمی رخصت ہوا -

محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار بہت کرنا - کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور ادھر اظہار نواب صاحب کے خاطر خواہ لکھ دیے - روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند مین تو غریب آدمی ہون ٹکے کی اوقات - شہر بھر جانتا ہی کہ بد وضع نہین شریف زادہ ہون - مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اُنکے خلاف کیا کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہاے کو مین پہلے نہین جانتا تھا - صورت آشنا بھی نہ تھا - نواب صاحب نے مجھکو حکم دیا کہ اپنے مکان مین اِسکو ٹکاؤ - آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی - نواب صاحب نے باسٹھ روپے کو یابو خریدا اور لالہ دے کے چل دیے - جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کر لو ہم تمھارے گھر مین تیس روپے مہینے کے مہینے بھیجے جائینگے - اور دو سو نقد دینگے - اور اگر حاکم نے جرمانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے - اب خداوند چاہے پھانسی دیدیجیے - غلام اسوقت جھوٹ نہ بولے گا مین توراضی ہو گیا - سوچا کہ اگر قید ہوے تو گھر مین بتیس روپے مہینے کے مہینے پہونچینگے اور دو سو نقد ملینگے - طمع تو بری چیز ہی مگر گھر مین جا کر جو بیان کیا تو بیوی لگین دو ہتڑ پیٹنے - کہا ہم فاقہ کرینگے مگر تم

نواب صاحب کا حکم نہ مانو۔ قید ہوگے نام بد ہوگا۔ کسی کو منھ دکھانے کے قابل نرہوگے۔ خداوند یہ بات مین نے پسند کی اور کیون نہ پسند کرتا۔ نواب صاحب کے سب مصاحب مجھسے بگڑ گئے۔ اور تھانے بھجوایا۔ وہان سے یہان آیا اب خدا مالک ہے۔ جو حکم ہو بجا لاؤن۔

صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا کھب گئی کہ یہ شخص بے قصور ہے۔ فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو اور روشن علی حوالات مین رہے۔

سررشتہ دار نے معًا نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اور جی کڑا کرکے یہ رقعہ لکھا۔

حضور اقدس۔ گو حضور کی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہے۔ مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہین چاہے موقوف ہو جاؤن چاہے سزا پاؤن مگر ایک افسوس ناک خبر سُنی ضرور اطلاع دونگا۔ کہ یاپو والے مقدمہ مال مسروقہ مین ہمارے صاحب بہادر نے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر ڈالیے۔

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا۔

اب سنیے کہ صاحب بنگلے چل دیے۔ سررشتہ دار صاحب نے وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کُل کارروائی ختم کرکے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے۔

اب یہان کا حال سنیے کہ ادھر خط آیا ادھر نواب صاحب ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے خط کے آتے ہی اکام الدین خان بھی داخل ہوئے۔

امام الدین - حضور غضب ہو گیا -
نواب - اُف ہاے کیا کرون زہر کہا ہون -
بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی - تو وہ بھی دوڑے آئے پُرانی شکر رنجی کا اصلاح خیال نہ کیا - اور محبت پدری کا مقتضا ہی یہ تھا - خدا مالک ہی خدا مالک ہی - کچھ گھبرانے کی بات نہین ہی - دیکھو مین ابھی فکر کرتا ہون -
چھوٹے نواب - ابا جان
بڑے نواب - کچھ نہ گھبراؤ -
چھوٹے نواب - اب فکر کا وقت کہان ہی - وارنٹ آتا ہو گا -
سررشتہ وار - نہین نہین یہی تو مین نے چالاکی کی - آج دستخط کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لے گیا - اور کل اتوار ہی پرسون تعطیل -
بڑے نواب - بڑا احسان کیا ہی حضرت
امام الدین - حضور شریف زادے ہین -
بڑے نواب - تو پرسون تک ہمکو مہلت ہی -
سررشتہ دار - جی ہان حضور -
بڑے نواب - آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون - خط چاک کر ڈالو -
سررشتہ دار - مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جاے مگر حضور اِس بلا سے بچین -
بڑے نواب - بڑا احسان کیا -
بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہی تو گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کہا لینے کی - لیکن تسکین یہ ہی کہ دو دن ہم کو اختیار ہی چاہے جس طرح کا بندوبست کر لین - آج اور کل آج تو

کچھری برخاست ہی ہوگئی - اور کل اتوار ہی۔
سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی۔
نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمد للہ۔ جان مین جان آئی خدا نے عزت رکھ لی ۔ ورنہ باقی کیا رہا تھا۔
رفقا اور مصاحبین نے کہا اسمین کیا شک ہی خداوند۔ بڑی بیڈھب ہوگئی تھی - نواب صاحب بولے مگر اب کرین تو کیا کرین۔ جان ضغطے مین ہی کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی۔ سنگ آمد و سخت آمد مگر۔ ع

برسر اولاد آدم ہرچہ آید بگذرد

شاکر اور صابر رہنا چاہیے - ان اللہ مع الصابرین والشاکرین افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا۔
چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے۔ مجھسے یہ بیغرتی نہ سہی جائیگی۔ ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی۔
امام الدین خان نے کہا خداوندا اب کچھ بن ہی نہین پڑتی - اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو - اور خدانخواستہ خدانخواستہ وارنٹ جاری ہی کر دین - تو بس غضب ہی ہو جائے - خداوندا اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ موٹ باتین بنائین اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین۔ قدیم نمک پروردہ سرکار ہین - حضور جب سے سُنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہے - اُف (کانپ کر) - خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اُٹھتا ہون خداوند - بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کرکے حج عتبات عالیات کے لیے چٹکے سے چل کھڑے ہون۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین۔
میان جھمن بولے خداوندا اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح

و مشورہ کا موقع نہین - ہا - اب تو آبرو پر بن آئی ہی - ورنہ ہماری تو صلاح یہی ہی کہ نیپال کی ترائی مین ہو رہیے - اور وہان سے خاص الخاص نیپال اُتر جائیے - ذرا ہیم جوکھم کی بات نہین - غلام ساتھ ساتھ چلیگا - ہمراہ رکاب دو مہینے چار مہینے مین یہان معاملہ روبراہ لائیگا - چلیے کچھ بھی نہ تھا -

دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات کو گئے اور وہان سے آنکر یون بیان کیا -

بڑے نواب - آج ملاقات کا دن ہی - صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے - ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے - بڑے خلیق آدمی ہین - ہاتھ ملایا - کمرے مین لے گیے - جاتے ہی مین نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل چلاؤ ہی - اب کہین اور جاکر رہینگے - پوچھا - کیون کیون یہ کیا بات ہی - مین نے کہا - بس اب یہان نہ رہینگے اور رہین تو کس منھ سے بہت اصرار کیا کہ نہین ضرور بتائیے اور جلد بتائیے - مین نے کل داستان بیان کی - وارنٹ کا نام سُنتے ہی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے - ول - وارنٹ !!! کیا جاری ہو گیا -

مین نے کہا نہین جاری نہین ہوا مگر لکھا گیا ہی - بہت افسوس کیا - اور کہا آپ جائین اور جاکر جلسہ دیکھین اور خوشی کرین ہم اسیدم مقدمہ اپنے ہان منتقل کر لینگے - مین نے کہا مین از بس مشکور ہوا - فرمایا آپ اس بارے مین کچھ نہ کہیے جب کچھری کھُلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا - منشی روبکار لکھو -

روبکار محکمۂ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

حسب منشاء چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۶ دربارہ انتظام

تصفیۂ حدود اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ کریب صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا جانا موقع پر ضرور ہی- لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب موصوف سے منتقل ہو کر مقدمات مال باجلاس پنڈت رائے درگا پرشاد صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائین- اور چالان فوجداری باجلاس اینجانب منتقل ہون لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ کریب صاحب بہادر کے بھیجکر قلمی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائین اور آج ہی مقدمے منتقل کر دین-

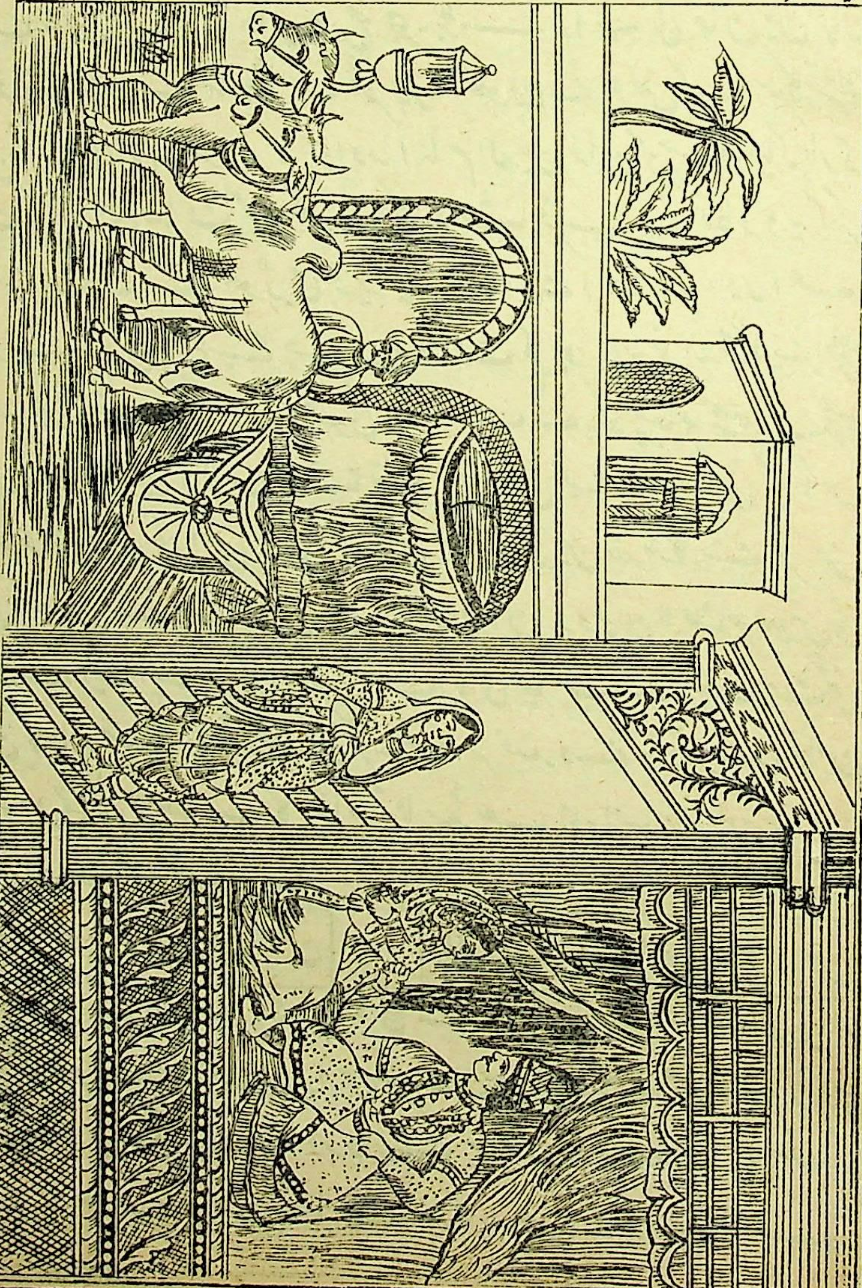
چھوٹے صاحب نے- چارج دیا روانہ ہوگئے-

اتنے بین نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی صاحب بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ فروخت کرنے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلا شہادت وارنٹ جاری ہونا ہماری کمال توہین ہی- لہذا عرض پرداز ہین کہ ازراہ نوازش وارنٹ کے عوض سمن بھیجا جاے-

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور تاحکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجراے وارنٹ نہ کیجاے- مقدمہ کل پیش ہو- رفقا اور مصاحبین نے جانتے ہی آسمان سر پر اُٹھا یا فتح ہی- فتح ہی- بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھی کہو فتح ہی-

دور چودھواں

بچھڑے ہوؤں کی ملاقات اور دن عید رات شب برات



پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا۔ تو اُنکے کل مصاحب اور احباب بدرجۂ غایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دربار پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان لو فتح ہی۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ اُنھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہی اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہماری نشست کی کوٹھی صاف کرا رکھو اور کل اشیا قرینے سے لگاؤ۔ یہ کہکر باغ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہو گئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا جماعت کم ہوئی۔ تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہی چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سُنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور مغلانی کی اُس فتنۂ عالم چھوکری کی اُٹھتی جوانی یاد آگئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور اُنھون نے سُنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوش کی جاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی ظہورن کا نام سُنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانوٗن سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیڈھب ہی۔ ایسا نہو ہمین جواب دیدین عورت تھی ٹن کی۔ سے

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پرفن	پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب بے اعتنائی کے ساتھ چلدیے۔ حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اُتارو اور اس کمرے مین تخلیے مین بھیجو۔ ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

بنا دیا اور رُخ انور اور پیشانی نورانی اور گوش صفا کوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بیخود ہو گئے۔

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہی۔

نواب۔ (جھیپے ہوے) آیئے آیئے تشریف لایئے۔

ظہورن۔ آنے مین تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہین ہی۔ مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہین اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہی۔

نواب۔ آؤ تمھین ہمارے سر کی قسم۔ چلی آؤ جی۔

ظہورن۔ ایسی بے طور قسم دے بیٹھے ہین کہ بس۔ اچھا بڑی روٹی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑینگے نہین۔

نواب۔ این! ماشاء اللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہین اور جو حسن ہوتا تو زمین پر قدم ہی نہ رکھتین۔

ظہورن اِدھر اُدھر دیکھکر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھی نواب صاحب کرسی پر متمکن تھے اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری منجال (مجال) نہین ہی کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھین۔ نواب صاحب کو چین کہان خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بھڑ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی۔

ظہورن۔ دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہی ہم اُٹھ کے چلے جائینگے ہان۔ چھوٹی سرکار تو ہمین آنے نہین دیتی تھین مگر ہم سے نہین رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہین کہ مَرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہی۔

نواب۔ تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہین آنے دیتی ہونگی۔

ظہورن۔ (شوخی کے ساتھ) اے تم مردوؤن کو اس بدنیتی کے سوا

اور بھی کچھ آتا ہے - تیسون کلام کی قسم کھاکے کہتی ہون دیکھیے اُنکا پیٹھ پیچھا ہو
کہ روز رویا کرتی ہین بچاری - تین دن سے بڑی حضور اور چھوٹی حضور نے
کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے - ہزار خرابی سے بیٹھین تو بس دو نوالے بزبردستی
کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا - اور آپ یہان رنگ رلیان مناتے
ہین -

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار
فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین - کیا حکم ہوتا ہی) نواب صاحب تو ظہورن
کے دام زلف مین اسوقت گرفتار تھے اور اس زبان دراز طرار معشوقہ
گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدۂ بلقیس مرتبت اور اہلخانہ حور
طلعت کا حال زار سُنکر کسی قدر منفعل اور خجل بھی تھے کچھ جواب نہین دیا -
ظہورن نے آہستہ سے کہا اے چاسنے دو ہوئی چھتیسی چھل پائی کو - یہ کہکر
چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دُبلی پتلی سانولے رنگ کی کم سن عورت
بہت ہولے ہولے چل رہی ہے -

ظہورن ایک تو شوخ طبع - دوسرے نواب صاحب کی مطلوبہ تیسرے
حسن خداداد پر مغرور - فوراً آوازہ کسا (دیکھ بتا سانہ ٹوٹے اور رسان رسان
چل) اللہ رے تری نازکی - عورت کاہے کو ہوئی تپ دق ہے - فرخندہ
ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی - یہ سُنکر اور بھی جل بھُن کے خاک ہوگئی
اور بہلی پر سوار ہوکر چلدی - نواب صاحب کو اپنے منھ سے کہنا بھی نہ
پڑا - ایک گھنٹے تک ظہورن نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری
اور راتون کو اختر شماری کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا
کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا - کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے
ہین اور اباجان سے بھی وعدہ کرلیا ہے - اور فرخندہ کو بھی
دھتا بتائی ہے - مگر ایک شرط ہے کہ ہم دو مچلون کے بغیر نہ رہینگے - ایک

محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے تم ہمارے گھر پر جاؤ۔

ظہورن۔ (بلائی ہوئی) یہ بھپاڑ سے کسو گنوارن اپنی کو دو جاکے تمنے اُڑائی ہین تو ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہین۔ اب ہم کو امی جان سے کہہ دنیا پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوا دین۔ چاہے بیچپائی ہی سہی ادھڑا بلا سے۔

نواب۔ بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوا دینگی۔

ظہورن۔ نواب اللہ جانتا ہو آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا۔ ہمارا دل تو صاف ہو مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان اکیلے مین نواب کے پاس کیون بیٹھی ہو گھر سے نکلواؤگے کیا۔

نواب۔ (بوسہ لینے کو جھکے) بڑی وہ ہو۔

ظہورن۔ (دروازے کے پاس آنکر) بس بہت چونچلے نہ بگھارو یہ نخرے چٹخاؤ۔ گزو۔ ازی۔ وزیکھ۔ لزے۔ گزا۔

نواب۔ پزرت۔ وزا۔ کزیا۔ ہزی۔

دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اُس کمرے مین رہین اور جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے اور حوالی موالی سب بھاپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہو گئین تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی۔ گاڑی رُک لی گئی ظہورن ڈولی پر سوار ہوئین۔ اور گاڑی سے اُترتے وقت نواب صاحب کے گال مین بہت آہستہ سے چٹکی لی۔

نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش۔ بڑی بیگم نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے آنسو روان ہوے چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی منٹ تک یہ مارے جھیپ اور وہ مارے خوشی اور حیا کے خاموش رہین اِسکے بعد نواب صاحب

نے زلف چلیپا کو جو رخسار تابان پر مار سیاہ کی طرح لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرما گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بد اعمالیون سے خود نادم ہین۔

اب سنیے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلے کی کل مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے ہین اور بڑے نواب صاحب نے تھیٹر والے پارسیون کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشہ کرنے کو بلایا ہے۔

دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا شہ نشینون کے اوپر کے کمرون مین بیگمات مخدرات پردے مین بصد آن بان متمکن تھین۔ اور محفل مین شہزادگان گردون مدار اور روساے ذوی الاقتدار اور عمائد دام اقبالہم رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر دو مقام پر شامیانون کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار پر بہار۔ ہر در و دیوار۔ لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگاتی ہے رات شب قدر کو شرماتی ہے۔ باہر دکانین جمی ہین۔ کوئی بی بی ساقن کے دھوین کی خیر مناتا ہے۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہے۔ تنبولی کی دکان پر بھیڑ لگی ہے۔ گلوری پر گلوری بناتا ہے پیسے مین منھ لال ہے مھوبا گرو کر ڈالا جسے کا منھ کالا سوڈا واٹر والا بوتلون پر بوتلین کھولتا جاتا ہے۔ دنادن کاگ اڑاتا ہے۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کرسیون پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک دلچسپ نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خود نمائی طاؤس بیبی ملائک نظر فریب۔ آفت ہوش۔ ستم کوش۔ سر تا سر سرخ ساری پہنے آئین۔ وہ سرخ ساری کہ یاقوت احمر ہیرا کھائے۔ معشوقون کے لعل لب کو شرمائے اور اس حوروش کے ساتھ اسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدرایا ہوا بدن مارواڑیون کی سی لال پگیا سر پر جمائے ہوے۔

مرد - ایک کام کو جاتا ہون ابھی آتا ہون -

عورت - اچھا جائیے - مگر ایسا نہو کہ غوط لگاؤ تو کل تک نہ آؤ -

مرد - نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤن گا -

حضرت چلے گئے - اثنائے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین نوکر کی ضرورت ہو - ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہی - کوئی ہوشیار آدمی تلاش کر دیجیے - اُنھون نے کہا اچھا - تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان آدمی کو ساتھ لائے اور کہا لیجیے خدمتگار حاضر ہی نوکر رکھ لیجیے -

مرد - تم نوکری کروگے -

خدمتگار - (آہستہ سے) ہان -

مرد - کیا کہا -

خدمتگار - مین نے کہا ہان - لیکن ایک شرط ہی آپ آدمی ذرا عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین -

مرد - مطلب یہ کہ نوکری کروگے -

خدمتگار - (بآواز بلند گھُرک کر) ہان - ہان - ہان -

مرد - یہ بدتمیز معلوم ہوتا ہی -

دوست - بڑا کھرا آدمی ہی -

مرد - تمھارا کیا نام ہی -

خدمتگار - جعفر -

مرد - اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو -

خدمتگار - بہت خوب -

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باؤلی کے قریب پہونچے - پَن بھریان پانی بھر رہی تھین ایک سے ایک بڑھکر حسین و نازنین - کوئی جادو نگاہ کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے بکھراج شرمائے - کسی

کی گلابی دھوتی - جو ہے نئے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین سے		
ہر لطف حسینون کی دورنگی کا امانت		دوچار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا - جعفر جعفر - او جعفر -

جعفر - اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار -

آقا تو تم بولے کیون نہین -

جعفر - گھورین کہ بولین -

آقا - ہان رنگین مزاج بھی ہو -

جعفر - کیسے کچھ پرلے سرے کے -

آقا - ان مین سے کسی کا زیور اُتار لاؤ تو کھرے ہین -

جعفر - اجی یہ مجھسے نہو گا -

آقا - ہائین وجہ - نہونے کا سبب -

جعفر - پکڑا جاؤن - جوتیان کھاؤن - آتو بنون - سزا پاؤن -

آقا - مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے -

جعفر - تو پھر کیا ہو - سب کا زیور اُتار لاؤن -

آقا - تو کنکریان لیے کھڑا رہنا - جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہو گی اشارے سے بُلالیگی -

جعفر - تو جاؤن پھر -

آقا - جاؤ -

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے - عورتین باؤلی پر آئین پانی بھرا باتین کین - جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر کنکری پھینکی - وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی - اُسپر کنکری پھینکی تو وہ بھی چلدی - اُسکے